﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد25 | جمعۃ المبارک 13/جولائی 2018ء | 28/شوّال 1439 ہجری قمری ❁ 13/وفا 1397 ہجری شمسی | شمارہ28

قبولیت دعا کا نشان

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ جب بھی سعد تجھ سے دعا کرے اس کی دعا قبول کرنا۔

چنانچہ اس دعا کے نتیجہ میں آپ مستجاب الدعوات مشہور ہوگئے اور آپ کی دعا کی قبولیت کی امید رکھی جاتی تھی اور آپ کی بددعا سے ڈرایا جاتا تھا۔

(مناقب سعد بن ابی وقاص۔الأصابۃ زیر سعد بن ابی وقاص)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

تم نے ہر طرح گریہ وزاری کی کہ میرا رب مجھے گمراہوں کی طرح ہلاک کردے مگر مجھے برکت پر برکت دی گئی اور تمہارے کلمات پر لعنت کی گئی اور تمہاری دعائیں تمہارے مونہوں پر ماری گئیں پس تم ذلیل ورسوا ہوگئے کیوں کہ تم اہانت کرتے تھے۔ مَیں اس لئے آیا ہوں تا لوگوں کو کثرت سے وحدت کی طرف اور مخالفت سے اتفاق کی طرف اور تفرقہ سے اتحاد کی طرف لے آؤں۔ اور اسی کے لئے اسباب پیدا کردیئے گئے ہیں اور ان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔

’’اے لوگو! تم ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ۔ اللہ اس سلسلہ کو ہرگز نہ چھوڑے گا یہاں تک کہ اسے پورا کرلے اور آدم کے سانپ کو مارے بغیر ہرگز نہ چھوڑے گا۔ پس اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اللہ کے ارادہ کو ٹال کے دکھاؤ۔ اے محرومو! کیا تم اللہ کی نعمت کو اس کے نازل ہوجانے کے بعد ردّ کرتے ہو جب کہ اللہ کا وعدہ صدق وسچائی سے پورا ہوچکا ہے۔ اے گھاٹا پانے والو! گمراہی نہ خریدو۔ کیا اللہ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ پر جو نعمت کی ہے تم اس پر بخل کرتے ہو۔ کیا تم اپنی زبانوں، حیلوں اور مکروں سے اللہ کو عاجز کرسکتے ہو۔ پس اپنے سب مکر اکٹھے کرلو اور ان لوگوں کو بلالو جو فریب اور جھوٹ میں تم پر بھی سبقت لے گئے ہیں اور ہر راستے میں بیٹھ جاؤ اور مجھے مہلت نہ دو۔ تم ضرور دیکھو گے کہ اللہ تمہیں رُسوا کرے گا اور تمہارے مکر تم پر الٹا دے گا اور تم اسے کوئی گزند نہ پہنچا سکو گے اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ایک انسان نے اپنی طرف سے یہ کام کرلیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اللہ ہی ہے جو زمین کی اس کے بگاڑ کے بعد اصلاح کرتا ہے۔ کیا زمین فساد سے ناپاک نہیں ہوگئی تھی۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم دیکھتے نہیں۔ یقیناً تم نے صحیح راستہ کو چھوڑ دیا ہے پس اللہ نے بھی تمہیں چھوڑ دیا اور تمہارے دلوں کا نور لے گیا ہے اور مجرموں کو اسی طرح بدلہ دیا جاتا ہے۔ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ آخری زمانہ میں تمہارے پاس تمہی میں سے ایک امام آگیا ہے تا کہ دونوں سلسلے ترازو کے دو پلڑوں کی طرح باہم مساوی ہوجائیں۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کس طرح تعجب کرسکتے ہو؟ اسی طرح ہوا تا کہ سورۃ التحریم، سورۃ النور سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ میں مذکور اللہ کا وعدہ پورا ہوجائے۔ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم غور وفکر نہیں کرتے۔ نشانات نازل ہوچکے ہیں اور حق کھل چکا ہے اور روشن دلائل ظاہر ہوچکے ہیں۔ پھر بھی تم اعراض کررہے ہو۔ تم نے جو دلیل بھی طلب کی تمہیں اس کی فوج عطا کردی گئی۔ پھر بھی تم باز نہیں آتے۔ کیا تم اپنی زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ اللہ کیسے اُسے اُس کے کناروں سے کم کرتا چلا جارہا ہے۔ اور گردنیں میرے اس قدم کے نیچے جھکی ہوئی ہیں اور ہر ایک راستہ سے لوگ میرے پاس اکٹھے ہورہے ہیں۔ اگر یہ معاملہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو مَیں اپنے دعویٰ کے بعد تمہارے اندر تیس برس تک زندہ نہ رہتا جیسا کہ تم مشاہدہ کررہے ہو اور جس طرح مفتری ہلاک کئے جاتے ہیں ضرور مَیں بھی ہلاک کردیا جاتا۔ کیا میں نے کوئی جھوٹ گھڑا ہے حالانکہ تم تو پہلے ہی انتظار کررہے تھے۔ تم نے ہر طرح گریہ وزاری کی کہ میرا رب مجھے گمراہوں کی طرح ہلاک کردے مگر مجھے برکت پر برکت دی گئی اور تمہارے کلمات پر لعنت کی گئی اور تمہاری دعائیں تمہارے مونہوں پر ماری گئیں۔ پس تم ذلیل ورسوا ہوگئے کیوں کہ تم اہانت کرتے تھے۔ اللہ میرا مشن پورا ہونے سے قبل مجھے ہلاک نہیں کرے گا۔ میرا اپنے رب کے ساتھ وہ راز ہے جسے فرشتے بھی نہیں جانتے۔ پس اے جاہلو، حاسدو! تم مجھے کیسے پہچان سکتے ہو۔ اور اس کے حضور میرا مقام نہ ظاہری اعمال اور نہ اقوال اور نہ کسی علم واستدلال کی وجہ سے ہے بلکہ میرے دل میں موجود اس راز کی وجہ سے ہے جو اس کے نزدیک پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی ہے۔ یقیناً میرا بھید مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور ویران بنجر زمین میں روئیدگی اگاتا ہے اور نشانات دکھاتا ہے۔ پس کیا اہلِ دانش میں سے کوئی طلبگار ہے۔ اور کیا کوئی قوم متلاشی ہے۔ میں یقیناً اپنے رب کی طرف سے اسلام کے حق میں ایک نشان اور خدائے علّام کی طرف سے ایک حجت بنایا گیا ہوں۔ پس منکرین عنقریب جان لیں گے۔ جس دن وہ اس کے پاس آئیں گے اس دن وہ کیا خوب سننے والے اور کیا خوب دیکھنے والے ہوں گے! انہوں نے اس دنیا میں اندھوں کی طرح عمریں ختم کردیں۔ اور انہیں یاددہانی کرائی جاتی رہی لیکن وہ پرواہ نہیں کرتے۔ میں اس لئے آیا ہوں تا ربّ العزت کے حکم سے لوگوں کو وجود سے عدم کی طرف لے جاؤں اور قیامت سے پہلے قیامت دکھاؤں۔☆ [حاشیہ۔ ہم نے بارہا یہ کہا ہے کہ وجود سے عدم کی طرف منتقلی تلوار اور تیر سے نہ ہوگی بلکہ جزا سزا کے مالک خدا کے حکم سے ہوگی۔ اللہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کی علامت ہے کہ تم کئی اطراف اور کئی علاقوں میں جنگوں کی خبریں اور کئی شہروں میں وبا پھیل جانے کی خبریں سنو گے۔ پھر مسیح کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو تقویٰ کے نقطۂ کمال کی طرف کھینچ لائے گا اور یہ موت کی ہی ایک قسم ہے۔ منہ] تم دیکھ رہے ہو کہ بیماریاں پھیل رہی ہیں اور جانیں ضائع ہورہی ہیں اور عنقریب لوگ اس موت کا مزہ چکھیں گے جو غیر اللہ کی خواہشات کی موت ہے۔ مَیں اس لئے آیا ہوں تا لوگوں کو کثرت سے وحدت کی طرف اور مخالفت سے اتفاق کی طرف اور تفرقہ سے اتحاد کی طرف لے آؤں۔ اور اسی کے لئے اسباب پیدا کردیئے گئے ہیں اور ان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ کیا تم راستوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے واضح کردیئے گئے ہیں اور دخانی جہازوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے چلائے گئے ہیں اور دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں کیسے بیکار چھوڑ دی گئی ہیں اور خبروں پر نگاہ نہیں کرتے کہ انہیں پہنچانا کیسے آسان بنا دیا گیا ہے اور کس طرح تبادلہ خیالات ہورہا ہے اور نفوس کو کیسے ملا دیا گیا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ لوگ ان جنگوں کی وجہ سے جن کی آگ بادشاہوں کے درمیان بھڑکائی گئی ہے اور طرح طرح کی وباؤں کی وجہ سے اس دنیا سے دارفانی کی طرف منتقل کئے جارہے ہیں۔‘‘

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 205 تا209۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 27؍جون 2018ء بروز بدھ نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (ساؤتھ آل (Southall)۔ یوکے) **کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب** پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (ساؤتھ آل۔ یوکے)

15 جون 2018ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت محمد ابراھیم صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ 1965ء میں ساؤتھ آل آئے اور بطور سیکرٹری مال خدمت کے علاوہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے اور دینی تعلیمات سکھانے میں مصروف رہے۔ مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، اطاعت گزار، خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق رکھنے والے بہت نیک انسان تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 4 بیٹے، ایک بیٹی اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم محمود حسن عودہ ابو طلعت صاحب (کبابیر)

12 جون 2018ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے کبابیر میں مسجد بنانے کے علاوہ معماری کے کاموں کے ذریعہ قابل ذکر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ خوش الحانی سے اذان دیتے تھے۔ اپنی اولاد کو بھی اذان دینے اور قصائد پڑھنے کی مشق کرواتے تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم طلعت محمود صاحب کی اذان اور دوسرے بیٹے مکرم فرج محمود صاحب کے قصیدے ساری جماعت میں مقبول تھے۔ مربیان اور واقفین زندگی کا بے حد احترام کرتے تھے۔ صوم وصلوۃ کے پابند، مہمان نواز، بہت خوش اخلاق انسان تھے۔ بلاد عربیہ کے سابق مجاہد مبلغ محترم چوہدری محمد شریف صاحب کے ہم زلف تھے۔

2۔ مکرمہ انیسہ رشید احمد صاحبہ اہلیہ مکرم راجہ رشید احمد صاحب (کراچی)

یکم اور 2 جون 2018ء کی درمیانی رات کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت عبد الحکیم صاحب کی پوتی اور حضرت مولوی عبد المغنی صاحب رضی اللہ عنہ ابن حضرت مولانا برہان الدین جہلمی صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ آپ کو اپنے صحابی نانا کے پاس رہ کر چند سال ان کی خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ عبادت گزار، صابرہ وشاکرہ، خلافت کی شیدائی، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت و محبت رکھنے والی، اپنے پرائے ہر ایک کے لئے مادر مہربان تھیں۔ لجنہ کی سرگرم رکن تھیں۔ اپنے حلقہ کی کئی سال صدر لجنہ رہیں۔ لجنہ ضلع کراچی کی سیکرٹری صحت جسمانی کے طور پر بھی خدمت کی۔ کئی سال آپ نے بطور نگران تربیتی کلاس وسپوٹس ریلی لجنہ کراچی کو ربوہ لانے کی توفیق پائی۔ جب اپنے چھوٹے بیٹے کو مدرسۃ الحفظ ربوہ میں داخل کروایا تو ربوہ میں ایک عارضی گھر بنا لیا اور تقریباً ڈیڑھ سال وہاں رہیں۔ اس دوران اپنی بیٹیوں کو حضرت چھوٹی آپا سے ترجمہ قرآن پڑھوایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے اور 18 پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم راجہ برہان احمد صاحب (مربی سلسلہ) اور ایک داماد مکرم طاہر محمود مبشر صاحب (مربی سلسلہ) آجکل جامعہ احمدیہ یُوکے میں بطور استاد خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

3۔ مکرم ڈاکٹر الیاس احمد صاحب ابن مکرم بشیر احمد صاحب (کینیڈا)

28 مئی 2018ء کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے پاکستان ایئر فورس کی ملازمت کے دوران ڈی ایم ایچ ایس کا ڈپلومہ حاصل کیا اور کامیاب ہومیو پیتھ ڈاکٹر بنے۔ آپ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی تھی اور ہزارہا لوگوں کا مفت علاج کیا۔ لمبا عرصہ کینیڈا میں اپنا کلینک چلانے کے علاوہ جلسہ سالانہ کینیڈا پر بھی ہومیو پیتھی کلینک میں ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک کیا کرتے تھے۔ آپ دلیر داعی الی اللہ بھی تھے۔ چھوٹی عمر سے ہی سفر کے دوران جماعتی لٹریچر کی تقسیم آپ کا روزمرہ کا معمول تھا۔ اپنے کلینک پر آنے والوں کو ایم ٹی اے دکھانے کے علاوہ مفت لٹریچر اور قرآن کریم کے تراجم کا تحفہ دیا کرتے تھے۔ بہت خوش اخلاق، نہایت عاجز اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

4۔ مکرم چوہدری محمد حیات صاحب (رکھ چراگاہ بھیرہ ضلع سرگودھا۔ حال کینیڈا)

2 فروری 2018ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو نائب زعیم مجلس انصار اللہ سرگودھا، سیکرٹری تحریک جدید و سیکرٹری وقف جدید، امیر حلقہ بھلوال، نگران حلقہ، زعیم مجلس انصار اللہ اور صدر جماعت رکھ چراگاہ کے طور خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی جائیداد پر غیر از جماعت شر پسند قابضین سے بڑی حکمت اور بہادری کے ساتھ قبضہ ختم کروایا۔

5۔ مکرم عبد النور چوہدری صاحب (کیلگری۔ کینیڈا)

7 مئی 2018ء کو 91 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت بابو عبد الحمید صاحبؓ (ریلوے آڈیٹر) کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ مرحوم نمازوں کے پابند، تہجد گزار، متوکل علی اللہ، دعا گو، خوش اخلاق، ملنسار، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ تحریک جدید کے پہلے 5 ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ خلافت کے ساتھ محبت اور اطاعت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

6۔ مکرمہ زینب بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بابو عبد الرشید انور صاحب (بدوملہی)

13 جون 2018ء 96 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت امام دین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت مولوی عبد الحق صاحب رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔ آپ کو لمبا عرصہ قادیان میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ہمسائے میں رہنے کی سعادت ملی اور ان کی شفقتوں سے بہت حصہ پایا۔ مرحومہ نمازوں کی پابند اور بڑی خوبیوں کی مالک مخلص باوفا خاتون تھیں۔ آپ مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی (مبلغ سلسلہ فجی، گیمبیا و پروفیسر جامعہ احمدیہ) کی بھابھی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

7۔ مکرم صوبیدار خوشی محمد صاحب (ربوہ)

9 جون 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نیک، پرہیز گار، صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ 24 سال تک آرمی میں سروس کی اور پھر ریٹائرمنٹ کے بعد حفاظت خاص میں 13 سال خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت رابعہ کے دور میں 1995ء میں لندن میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظفر احمد صاحب (کارکن حفاظت خاص لندن) کے بھائی اور مکرم ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کے خالہ زاد بھائی تھے۔

8۔ مکرم محمد صدیق صاحب ٹھیکیدار (دار العلوم جنوبی احمد ربوہ)

27 فروری 2018ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ سینیٹری کا کام کرتے تھے۔ لمبا عرصہ دفتر جلسہ سالانہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ المہدی ہسپتال نگر پارکر کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی آپ کو خدمت کا موقعہ ملا۔ نظام جماعت اور خلافت سے اطاعت و محبت کا تعلق رکھتے تھے۔

9۔ مکرمہ سکینہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسلم ناصر صاحب (ناصر آباد شرقی ربوہ)

23 مارچ 2018ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نمازوں کی پابند، بڑی خوبیوں والی اور غریبوں کی ہمدرد بڑی باوفا اور نیک خاتون تھیں۔ باقاعدگی سے اپنے چندہ جات ادا کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم چوہدری تنویر احمد صاحب (مربی سلسلہ نظارت رشتہ ناطہ) کی والدہ تھیں۔

10۔ محترمہ بشریٰ حبیب صاحبہ اہلیہ مکرم حبیب الرّحمان صاحب (کراچی)

6 فروری 2018ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بہت نیک، مخلص اور بزرگ خاتون تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں اور دعوت الی اللہ کا شوق رکھتی تھیں۔ خلافت سے والہانہ محبت کا تعلق تھا۔ آپ مکرم ناصر احمد محمود صاحب (مربی سلسلہ) کی ساس تھیں۔

11۔ مکرم چوہدری محمد اعجاز صاحب ابن مکرم چوہدری محمد رضوان صاحب (باب الابواب شرقی ربوہ)

30؍اپریل 2018ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور انسان تھے۔ اپنے محلہ میں بطور منتظم تعلیم القرآن وسیکرٹری تعلیم القرآن خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ جماعتی خدمت کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

…………………

❁ …مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 30؍جون 2018ء بروز ہفتہ 12 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر عزیزہ مہین بھٹی بنت مکرم اعزاز بھٹی صاحب (آف سربٹن۔ یوکے) **کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی** نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

عزیزہ مہین بھٹی بنت مکرم اعزاز بھٹی صاحب (آف سربٹن۔ یوکے)

27 جون 2018ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد آٹھ ماہ کی عمر میں وفات پاگئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیزہ تحریک وقف نو میں شامل تھی۔ بچی کے دادا مکرم منشی نور حسین مرحوم کو لمبا عرصہ بطور صدر جماعت مرید کے خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح بچی کے چچا مکرم حماد احمد صاحب امسال جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کر کے مربی بنے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم محمد ظفر اللہ صاحب (نصیر آباد حلقہ سلطان ربوہ)

20 اپریل 2018ء کو اچانک برین ہیمبرج سے وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ وقف نو کی تحریک میں شامل تھے اور حفاظت مرکز ربوہ میں خدمت بجالا رہے تھے۔ نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے چندہ ادا کرنے والے اپنی مجلس کے فعال رُکن تھے۔ محلہ میں جب بھی ڈیوٹی کی ضرورت ہوتی تو اس کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔

2۔ مکرم محمد لقمان احمد صاحب (69 رب گھسیٹ پورہ۔ فیصل آباد)

31 جنوری 2018ء کو 27 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نماز باجماعت کے پابند، نیک، اطاعت گزار، ہمدرد، قربانی کا جذبہ رکھنے والے مخلص نوجوان تھے۔ اپنی مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور ناظم اطفال و ناظم تجنید خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔

3۔ مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ (بحریہ ٹاؤن لاہور۔ حال کینیڈا)

اپنے نواسے کی شادی پر کینیڈا گئی ہوئی تھیں کہ وہاں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی، بہت مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے محبت اور احترام کا گہرا تعلق تھا اور خلیفۃ المسیح کی ہر تحریک پر لبیک کہنے کی پوری کوشش کرتی تھیں۔

4۔ مکرمہ مریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد انور سلہری صاحب (کریم نگر عمر کورٹ۔ سندھ)

6 مارچ 2018ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نمازوں کی پابند، سلسلہ کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی بہت باوفا خاتون تھیں۔ آپ نے لجنہ کریم نگر کی سیکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔

5۔ مکرم خالد احمد صاحب ابن مکرم عطاء اللہ صاحب (ڈارمشٹڈ۔ جرمنی)

17 جون 2018ء کو ایک کار حادثے میں 23

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید کی وحی اور
آنحضرت ﷺ کے روحانی مشاہدات کا ایک نمونہ

(حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ)

چوتھی قسط

موعود انذار و بشارت کی مزید وضاحت مابعد کی سورتوں میں

اب نہایت اختصار سے میں سورۃ طٰہٰ، سورۃ انبیاء اور سورۃ حج سے چند ایک باتیں مزید وضاحت کی غرض سے پیش کرتا ہوں جن کا تعلق بھی درحقیقت سورۃ کہف اور سورۃ مریم کی دو منذر و مبشر پیشگوئیوں سے ہی ہے۔ ان میں ان پیشگوئیوں کے متعلق نئی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے والی دجّالی قوموں کا حلیہ، ان کے غلبہ اور تباہی کی میعاد، اس تعلق میں سابقہ انبیاء کی پیشگوئیوں سے قرآن مجید کی مذکورہ پیشگوئیوں کا توافق، یاجوج اور ماجوج کا سمندر پر تسلّط، ان کا دنیا میں پھیلنا اور ان کے ذریعہ سے برباد بستیوں کی تعمیرِ نَو۔ آنحضرت ﷺ کی قائم کردہ ابدی بادشاہت کو ان اقوام سے خطرۂ عظیم پیدا ہونا اور پھر اس خطرہ سے سلامتی کے ساتھ نجات پانا۔ بیت اللہ کی ابدی حفاظت کا وعدہ۔ تمام قوموں کے لئے آنحضرت ﷺ کی ذات کا باعثِ رحمت بننا اور توحید جو انبیاء کی بعثت کی اصل غرض و غایت ہے اسے دنیا میں بحال کرنے کی صراحت۔ وغیرہ وغیرہ۔

موعودہ انذار و تبشیر کے بارے میں آنحضرت ﷺ یقینِ کامل کے مقام پر تھے

یہی موضوع ہی ان سورتوں کا بھی اور یہی مآل ہے آنحضرت ﷺ کے فرمودہ کا کہ مجھے اس ذات ہی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابن مریم ضرور حَکَم و عدل ہو کر تم میں نازل ہوگا۔ وہ تمہارا امام ہوگا۔ جو تم میں سے ہوگا، صلیب توڑے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔

کتنی عظیم الشان یہ وحی ہے اور کتنی ہی عظمت والی یہ تجلّی ہے جو آنحضرت ﷺ پر واضح طور پر ہوئی۔ آپؐ کو اس تجلّی کے متعلق علیٰ وجہ البصیرت یقین تھا اور کسی قسم کا شک وشبہ نہ تھا کہ یہ کیونکر پوری ہوگی۔ اور نہ ہی دجّال کے متعلق آپؐ کو اشتباہ پیدا ہوا کہ وہ کس صورت وشکل میں ظاہر ہوگا۔

اگر اس کے متعلق کوئی شک و تردّد ہوتا تو آپؐ اپنی امّت کو یہ نہ فرماتے کہ دجّال سے محفوظ رہنے کا نسخہ یہ ہے کہ سورۂ کہف کی آیات پڑھنا۔ اور نہ آپؐ کو ابن مریم کی شخصیت کے متعلق کبھی اشتباہ ہوا کہ وہ کون ہوگا۔ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ باور نہیں کیا جاسکتا کہ وفات مسیحؑ کی تیس آیات عربی زبان میں نازل ہونے کے بعد بھی گویا آپؐ پر یہ واضح نہ ہوا کہ اسرائیلی ابن مریم فوت ہو چکے ہیں یا بجسدہِ العنصری زندہ اور یہ کہ قاتلِ دجّال وہی پہلے ابنِ مریم ہیں یا کوئی اور۔ اگر ان کی وفات یا آسمان پر جانے کے متعلق آپؐ کے ذہن میں کوئی تردّد ہوتا تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ مسیح ابن مریمؑ دنیا میں 120 سال زندہ رہے اور مَیں ساٹھ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔

اس فوت شدہ ابن مریمؑ سے عالم ملکوت میں آپؐ کی ملاقات ہوئی اور اُس ابن مریم سے بھی ملاقات ہوئی جو قاتل دجّال ہے۔ اسرائیلی ابن مریم کا حلیہ یہ بیان فرمایا اَحْمَرُ اللَّوْنِ وَ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ (صحیح البخاری۔ کتاب أحادیث الأنبیاء۔ باب قول الله وَاذْكُرْوْا فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ)

اور قاتل دجّال ابن مریمؑ کا حلیہ الگ بیان کیا۔ فرمایا۔ رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ (مشکاۃ المصابیح۔ کتاب الفتن۔ باب العلامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال) تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب ذکر المسیح ابن مریم)

یعنی قاتلِ دجّال ابن مریم کو دیکھا کہ نہایت ہی خوبصورت گندمی رنگ ہے۔ اس کے سر کے بال گھنگریالے نہ تھے بلکہ سیدھے پیٹھ پر لٹکے ہوئے۔ پس آپؐ کے اس مشاہدے کے پیش نظر یہ باور نہیں کیا جاسکتا کہ محض نام کے اشتراک کی وجہ سے ان دو مختلف حلیہ رکھنے والے شخصوں کو آپؐ نے ایک ہی ابن مریم سمجھا ہو۔

وہ عظیم الشان انسان جس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ وارد ہوا ہے کہ اسے اُفقِ مبین پر سے آئندہ کے واقعات کا مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ سمجھنا کہ کاسر الصلیب اور قاتلُ الدجّال شخصیت اُس سے چھپی رہی۔ یہ درحقیقت اپنی ہی جہالت اور نادانی کا اقرار کرنا ہے۔ کیونکہ آپؐ اس کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (صحیح البخاری۔ کتاب أحادیث الأنبیاء۔ باب نزول عیسیٰ ابن مریم) وہ تمہارا امام ہوگا۔ جو تم میں سے ہوگا۔ اس انتہائی بصیرت افروز انتباہ کے باوجود آپؐ کے متعلق ایسا خیال بھی دل میں لانا بہت بڑی سُوء ادبی ہے۔

اس قسم کی تصریحات کے ہوتے ہوئے محض نام کے اشتراک سے اُس شخص کو دھوکا لگ سکتا ہے جو لفظ تَوَفّٰی کے معنوں سے ناواقف ہو، لفظ رَفَعَ کے معنوں سے نابلد اور جس کی نظر سے سورۃ تحریم کی آخری آیات بھی اوجھل ہوں جن میں اعلیٰ درجہ کے مومن کو مریم بنت عمران سے مشابہت دے کر اس کے متعلق وعدہ کیا گیا ہے کہ اسے مریمی صفت سے مسیحی صفت بنایا اور روح القدس کی تجلّی سے نوازا جائے گا۔ گویا وہ اپنے روحانی سلوک کی پہلی منزل میں عفّت اور معصومیّت کے لحاظ سے مریم ہے اور دوسری منزل میں ابن مریم۔ ہاں جو سورۃ تحریم کی آخری آیات سے غافل ہوا سے تو یقیناً محض ابن مریم کے نام سے دھوکا لگ سکتا ہے۔ مگر اس انسان کو کسی نام کے اشتراک سے کبھی غلط فہمی نہیں ہوسکتی جو حقیقت آشنا ہے اور جسے تمام آیات بیّنات پر عبور ہے۔ آپؐ کی ذات والا ستودہ صفات مورد تجلّیات الٰہیہ اور سراپا نورٌ علیٰ نور تھی۔ آپؐ کے متعلق ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ آپؐ جب اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر صحابہ کرامؓ سے فرما رہے تھے کہ ضرور ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور یہ کہ تمہارے امام تم میں سے ہی ہوا کریں گے جو تمہارے اختلافات کو مٹانے کے لئے آئے گا اور جو فیصلہ دے گا حق وانصاف سے دے گا۔ صلیب کو توڑے گا خنزیر کو قتل کرے گا۔ دجّال اس کے ہاتھوں سے تباہ و برباد ہوگا۔

جب آپؐ اس قسم کے الفاظ سے صحابہؓ کو مخاطب فرما رہے تھے تو یہ خیال درست نہیں کہ گویا آپؐ کی نظر صرف ظاہری الفاظ تک محدود تھی۔ قتل خنزیر سے سؤر کا شکار سمجھتے تھے، کسرِ صلیب سے لوہے تانبے کی بنی ہوئی صلیبوں کو توڑنا مراد تھا۔ ابن مریم سے مراد آپؐ کے نزدیک وہی ابن مریم تھا جس کے فوت ہونے کے بارے میں تیس آیات نازل ہو چکی تھیں۔ اور جب آپؐ لوگوں سے یہ فرما رہے تھے وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تو آپؐ یہ سمجھتے تھے کہ قاتل دجّال اور کاسرِ صلیب تو بنی اسرائیل میں سے ہوگا اور کسی مسجد کا نماز پڑھانے والا امام ہوگا جو انہیں نماز پڑھائے گا۔ اسی طرح جب آپؐ یہ مخصوص پیشگوئی فرما رہے تھے تو گویا آپؐ کے ذہن سے سورۃ کہف اور سورۃ مریم کا موضوع اور اس کا سیاق وسباق اور مکاشفات اور آپ کے مشاہدات سب کالعدم تھے۔ اپنے آقائے نامدار سیّد الرّسل ﷺ کے متعلق ایسا خیال کرنا کتنا بھونڈا اور کتنا ہی مکروہ اور قابل نفرت ہے! ۔ کیا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ سورۃ مریم کی ابتدائی آیات ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا (مریم:3) کا صرف یہ مطلب ہے کہ پرانے قصّوں کو خالی دہرا کر آپؐ کی دلجوئی کی جائے کہ بأسِ شدید کا خطرہ گو بہت ہی خطرناک ہے مگر اس سے نجات پانے کا نسخہ یہ ہے کہ تو زکریّاؑ، یحییٰؑ، مریمؑ اور اس کے بیٹے عیسیٰؑ کا نام لے لے کر انہیں یاد کر۔ کیا خالی انہیں یاد کرنے سے آپؐ کو جو غایت درجہ فکر مند تھے کچھ بھی دلجوئی ہوسکتی ہے۔ تاوقتیکہ ان کے ذکر سے یہ مراد نہ ہو کہ جس طرح ان انبیاء کی اُمّتوں کو آڑے وقت میں سنبھالنے کے لئے رحمت کا سامان کیا گیا اسی طرح تیری امّت کے سنبھالنے کے لئے بھی ویسے ہی رحمت کا سامان کیا جائے گا۔

یقیناً سورۃ مریم میں ان انبیاء کا ذکر کرنے سے صرف اور صرف یہی مراد ہے کہ جس طرح زکریّاؑ کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے اپنا عہد یاد کر کے دوبارہ چاہا کہ بنی اسرائیل کا "لُوٹا ہوا مقدّس" واپس دیا جائے اور وہ دیا گیا۔ اور اجڑی ہوئی زبوں حال قوم کو دوبارہ معمور کیا جائے اور وہ معمور کی گئی۔ اسی طرح پر آنحضرت ﷺ کی امّت کے ساتھ بھی وعدہ ہے کہ اسے دوبارہ معمور کیا جائے گا اور جس صلیب نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا اسے وعدہ کے مطابق اس کے عیسوی صفت ہمنام کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ جس دجّال نے حق تعالیٰ کے بندوں سے ان کی سلطنت چھین لی، ان کے تاکستان کو بے ثمر بنایا، ان کی کھیتی کو اجاڑا، اسے ہمیشہ کے لئے ہلاک کیا جائے گا۔

زکریّاؑ کی کتاب پڑھیں، بار بار پڑھیں۔ ربّ الافواج نے ان کے ذریعہ سے پامال شدہ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ان الفاظ سے خوشخبری دی تھی:۔

"اے اسرائیل کے گھرانے کہ جس طرح تم غیر قوموں کے درمیان ایک لعنت تھے۔ اُسی طرح سے میں تم کو چھڑاؤں گا اور تم ایک برکت ہو گے۔ مت ڈرو بلکہ تمہارے ہاتھ مضبوط ہوں۔ کیونکہ ربّ الافواج یوں فرماتا ہے کہ جس طرح سے میں نے قصد کیا تھا کہ تم کو سزا دوں جس وقت تمہارے باپ دادوں نے مجھے غصہ ور کرایا۔ ربّ الافواج فرماتا ہے۔ اور میں اپنے ارادے سے پچھتا کے باز نہ آیا۔ اُسی طرح سے میں نے ان دنوں میں ارادہ کیا ہے کہ یروشلم اور یہوداہ کے گھرانے سے نیکی کروں۔ پس تم مت ڈرو۔" (زکریاہ باب 8 آیت 13 تا 15)

سورہ مریم کی بشارت عظیمہ، واقعات کی روشنی میں!

یہی وہ احیائے ثانی کی خوشخبری مراد ہے، آیت ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا (مریم:3) کے واضح الفاظ سے جو آنحضرت ﷺ کو آپ کی امت کے دوبارہ احیاء کے متعلق دی گئی۔ اور مریمؑ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے دورِ ثانی کا احیاء مسیحؑ ابن مریم کی بعثت سے ہوا۔ اسی بعثت کی مانند مسلمانوں کا احیاء بھی ایک ابن مریم کے ذریعہ سے ہوگا۔ یہ امر کہ آیا سورہ مریم کی آیات بیّنات کی ہی وہ تجلّی ہے جس کی بناء پر ابن مریم، کسرِ صلیب، قتل دجال کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اب تو واقعات سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کیونکہ عین اس وقت جبکہ عیسائی علماء اپنی جگہ پر اور مسلمان علماء اپنی جگہ پر ایک دوسرے سے بالکل بے خبری کی حالت میں الگ تھلگ حساب لگا رہے تھے کہ عیسائیوں کے عیسیٰ مسیح کی آمد ثانی کب ہوگی اور مسلمانوں کے مہدی کا ظہور کب ہوگا۔ تو ان میں سے ایک نے مسیحؑ کی آمد ثانی کی آخری حد اٹھارھویں کا آخر 03 اپریل 1897ء قرار دیا اور دوسرے نے چودھویں کا آخر۔ دونوں نے اپنے اپنے حساب کا اندازہ اٹھارھویں صدی میں اپنی اپنی کتابوں میں شائع کر دیا۔ تو ایسے وقت میں جبکہ یہ اندازے لگائے جا رہے تھے اس سے کچھ دیر پہلے عالم ملکوت میں ملاءِ اعلیٰ کے درمیان ایک اندازہ کیا جانے لگا اور اس اندازہ کے مطابق سورہ مریم کی آیات بعض تو لفظاً اور بعض معناً دوبارہ نازل ہونی شروع ہوئیں۔ اور ان آیات بیّنات سے مسلمانوں میں جو مریم صفت انسان تھا اس کو مخاطب کیا گیا اور فرمایا:۔

1۔ يَا مَرْيَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ... نَفَخْتُ فِيْكَ مِنْ لَّدُنِّيْ رُوْحَ الصِّدْقِ۔

(تذکرۃ صفحہ 55 ایڈیشن چہارم)

یعنی اے مریم! تو اور تیرا ساتھی جنت میں رہو۔ میں نے تجھ میں اپنے حضور سے سچائی کی روح پھونکی ہے۔

2۔ هُزِّ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (تذکرۃ صفحہ 32 ایڈیشن چہارم) یعنی کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا۔

3۔ فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔

(تذکرۃ صفحہ 56 ایڈیشن چہارم)

یعنی دردِ زِہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لائی اور کہنے لگی۔ اے کاش کہ میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔

[اَلْمَخَاضُ، خَوْضٌ سے ہے جس کے لغوی معنی مشکلات میں داخل ہونا، اور مراد وہ امور ہیں جن سے خوفناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ دردانگیز تکلیف کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس الہام کے یہ معنی ہیں کہ دردانگیز دعوت سے تیری قوم دشمن ہو جائے گی۔ جِذْعِ النَّخْلَةِ تو بطور استعارہ کے ہے۔ اور اس سے مراد مسلمانوں کی اولاد ہے۔ جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور جنہیں ماموروقت مخاطب کرتا ہے اور کھجور ہلانے سے یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو تحریک کی جائے۔]

4۔ اَنّٰى لَكِ هٰذَا۔ (تذکرۃ صفحہ 65 ایڈیشن چہارم) یعنی تیرے لئے یہ رتبہ کیونکر ہو گیا۔

5۔ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا۔

(تذکرۃ صفحہ 57 ایڈیشن چہارم) یعنی تیرا باپ تو بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔

6۔ اِنَّا جَعَلْنٰکَ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ (حمامة البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 184) یعنی ہم نے تجھے عیسیٰ ابن مریم بنایا ہے۔

7۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ تَمْتَرُوْنَ (تذکرۃ صفحہ 72 ایڈیشن چہارم) یعنی کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں (ضرور کافی ہوگا اور اس کی ساری مرادیں پوری کرے گا) تاکہ اسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی رحمت بنائے۔ اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ یہی وہ سچی بات ہے جس کے متعلق تم شک کرتے ہو اور جھگڑتے ہو۔

8۔ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ (تذکرۃ صفحہ 80، 81 ایڈیشن چہارم) اے عیسیٰ میں ہی تجھے وفات دوں گا اور تجھے بلند کروں گا اور تیرے متبعین کو ان پر جنہوں نے انکار کیا قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ آخری آیت سورۃ آل عمران کی ہے۔ باقی تمام آیات لفظاً لفظاً سورہ مریم کی آیات یا ان کے مترادف الہامی الفاظ ہیں۔ تھوڑے سے تغیر کے ساتھ جو صیغہ مخاطب کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ یہ آیات الہاماً دوبارہ نازل ہوئیں اس شخص پر جو مسلمانوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مریمی صفات رکھتا تھا اور پھر اسے مسیح ابن مریم کا خطاب دیا گیا۔ یہ الہامات ایسے زمانوں میں نازل ہوئے جب مسیحی اور مسلمان علماء نے اپنی اپنی جگہ پر اندازہ کرنے کے بعد یہ اعلان کیا کہ آنے والا موعود اٹھارھویں صدی کے آخر یا زیادہ سے زیادہ انیسویں صدی کے شروع میں آئے گا۔ اور یہ کہ اس کی آمد اس حد سے تجاوز نہیں کرسکتی۔ مذکورہ بالا کلمات وحی براہین احمدیہ کے صفحہ 241، 226، 496، 556، 521، 516 پر درج شدہ ہیں۔ یہ شہرہ آفاق کتاب 1880ء میں شروع ہوئی اور 1884ء میں مکمل کی گئی۔

سورہ مریم کی محولہ بالا آیات کا دوبارہ نزول اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ اس سورت کا موضوع مسلمانوں کے دوبارہ احیاء سے تعلق رکھتا ہے اور جو بشارت عظمیٰ اس سورت میں ہے اسی کی بناء پر ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی کی گئی تھی جیسا کہ سورہ کہف کے نزول پر فتنۂ دجال کے شر سے ہمیں غیر مبہم الفاظ میں آگاہ کیا گیا۔ اور جب فتنہ دجال کا غلبہ ہوا تو ملا اعلیٰ میں بھی حرکت ہوئی اور اہل زمین میں بھی۔ ایک اندازہ آسمان کا تھا اور ایک اندازہ زمین کا۔ آسمان کا اندازہ یہ کہ سورہ مریم کی مخصوص آیات جن کا تعلق حضرت مریم سے ہے نازل کرنے کے لئے ایک شخص چنا گیا۔ اس کا نام پہلے مریم رکھا گیا اور اسے اس طرح مخاطب کیا گیا جس طرح حضرت مریمؑ کو مخاطب کیا گیا تھا اور جس طرح دردِ زِہ کی تکلیف سے بے قرار ہو کر حضرت مریمؑ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا (مریم: 17، 18) اپنے گھر والوں سے الگ تھلگ ہو کر ایک مشرقی مکان میں خلوت نشین ہوئیں اور اس دوران میں جس طرح حضرت مریم کو فرشتے نے یہ خوشخبری دی۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا o (مریم: 20)

یہ مریمی صفت انسان بھی اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار کی وجہ سے بے قرار ہو کر ہوشیار پور میں جو کہ قادیان سے شرقی جانب ہے دعائیں کرنے کی غرض سے چالیس دن کے لئے خلوت نشین ہوا۔ اسی طرح اس مریمی صفت گوشہ نشین کو زکی غلام کی خوشخبری دی گئی اور اس خوشخبری کو عظیم الشان نشانِ رحمت ٹھہرایا۔ یہ ایک مشہور و معروف پیشگوئی ہے جس کا اعلان 20 فروری 1886ء کو کیا گیا جب کہ ابھی تک اس مریمی صفت انسان کو علم نہ تھا کہ وہ عنقریب دنیا کے لئے مثیل مسیح قرار دیا جائے گا۔

یہ ملا اعلیٰ کا اندازہ تھا جو ایک بڑی تفصیل کے ساتھ وقوع پذیر ہوا اور وہ وقت آیا جب اس مریمی صفت انسان نے ملأِ اعلیٰ سے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام بھی سنا کہ:۔ ''ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے مطابق تو آیا ہے۔ وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402)

گویا یہ موعود اس لحاظ سے اپنے روحانی ارتقاء کی پہلی منزل میں اپنی معصومیت اور اپنے موعودہ بیٹے کے اعتبار سے مریمؑ کے مقام پر تھا اور دوسری منزل ارتقاء میں اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے اس نے مثیل ابن مریم کا لقب پایا۔ یہ آسمان کا اندازہ واقعات پر راس بیٹھا اور زمین والوں کا اندازہ یہ تھا کہ آنے والے ابن مریم اور مہدی اٹھارھویں صدی کے آخر یا انیسویں صدی کے شروع میں ظاہر ہوں گے۔ یہ اندازہ بھی راست آیا اور اس طرح سے زمین و آسمان کے اندازوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت کھائی اور وہ ٹھیک ٹھاک پورے ہوئے۔ دونوں اندازے ایک دوسرے کے مطابق بیٹھے۔

واقعاتی شہادت سے عالم ملکوت کے وجود پر استدلال

یہ واقعاتی شہادت اپنی نوعیت میں نہایت ہی اہم ہے۔

[اس امرِ واقعہ کا اب انکار نہیں کیا جا سکتا کہ 1884ء میں براہینِ احمدیہ کی اشاعت پر مسلمانوں نے بالعموم اور ان کے چوٹی کے علماء نے بالخصوص اس کی اشاعت کا خوشی سے استقبال کیا۔ نہ صرف اسلام کی حقانیت پر پیش کردہ دلائل کی قوّت اور عظمت کو ہی تسلیم کیا گیا بلکہ اس میں درج شدہ الہامات کی صداقت کو بھی تسلیم اور قبول کیا گیا۔ یہاں تک کہ غیروں کی طرف سے جب اعتراض کیا گیا تو مصنّف براہین احمدیہ کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے ان علماء نے مدافعت کی اور یہ شہادت دی کہ ''مؤلّف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربہ اور مشاہدہ کی رو سے شریعتِ محمدیہؐ پر قائم، پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی القاء اکثر جھوٹ نکلتے ہیں مگر الہاماتِ مؤلّف براہین احمدیہ (انگریزی میں ہوں یا ہندی عربی وغیرہ) سے آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا۔'' یہ شہادت دینے والے عالمِ اہلِ حدیث کے رئیس مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں جو مؤلّف براہین احمدیہ کو طالب علمی کے زمانہ سے جاننے والے تھے۔ ملاحظہ ہو ان کا رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد 4 نمبر 9 صفحہ 284۔]

نہ صرف اس اعتبار سے کہ اس مطابقت سے کاسر صلیب، قاتل دجال اور ابن مریم کے نزول کی مشہور و معروف پیشگوئی کے منبع و مصدر کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ اس عالم ملکوت کا بھی علم ہوتا ہے جو زمانہ کی حدود سے بالا اور مادی تجسد اور مادی علائق سے آزاد ہے۔ اس کے دیکھنے اور سننے اور سمجھنے کے لئے یہ گوشت اور پوست والے آنکھ، کان اور دل و دماغ کام نہیں دے سکتے۔ بلکہ ان اعضاء کے ماوراء ایک اور آنکھ اور کان ہیں جن میں نہایت دور دراز زمانہ سے غایت درجہ وسعت میں اس عالم ملکوت میں حوادث کی انعکاسی صورتیں اور آوازیں دکھلائی اور سنائی جاتی ہیں۔ اس جسمانی دل و دماغ کے بیچوں بیچ ہی ایک اور دل و دماغ ہے جس میں عالم غیب کے مشہودات جب منعکس ہوتے ہیں تو یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے بیانات کی رو سے یہی وہ عالم ہے جس میں ہماری نشاۃ ثانیہ اور لقائے ربانی کی غرض و غایت متحقق ہوتی ہے۔ یہ حقیقت آشکار کرنے کی غرض سے قرآن مجید میں مہتم بالشان پیشگوئیوں کا ذکر پایا جاتا ہے جن کا سلسلہ غایت درجہ ممتد اور بہت بڑی تفصیل کا محتاج ہے اور یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں کہ یہ ''کلمات ربی'' قلمبند کرنے کے لئے سمندر کی روشنائی چاہئے۔

سورہ کہف کی بَاْسًا شَدِیْدًا (الکہف: 3) والی پیشگوئی اور اس تعلق میں انذار و بشارت کے دونوں پہلوؤں پر ایک نظر غائر ڈالی جائے تو یہ شاخ در شاخ چلتے ہوئے اس ایک مرکزی نقطہ پر آ ٹھہرتی ہے کہ دنیا میں بنی نوع انسان کے درمیان وہ آسمانی بادشاہت قائم ہو کر رہے گی جس کی بنیاد انبیاءؑ کے ذریعہ سے اٹھائی گئی، آنحضرت ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے اس کا محل مکمل ہوا۔

آسمانی بادشاہت کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی

یہ عظیم الشان پیشگوئی بنی نوع انسان کی صدیوں کی تاریخ پر حاوی ہے اور وہ سلسلہ وار حلقہ در حلقہ نمودار ہوتے ہوئے اپنے کامل ظہور کے لئے اپنے ساتھ گونا گوں حوادث کا انبار عظیم رکھتی ہے۔ عہد قدیم کا چھوٹے سے چھوٹا نبی تک بھی اس قصر نبوت، اس آسمانی بادشاہت کی یہ منادی کر چکا ہے کہ:

''خدا تیمان سے اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا۔ سلاہ اس کی سطوت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اور اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں۔ پر وہاں بھی اس کی قدرت در پردہ تھی۔ ۔۔ اس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا۔ اور قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے اور پرانی پہاڑیاں اس کے آگے دھس گئیں۔ اس کی قدیم راہیں یہی ہیں۔'' (حبقوق باب 3 آیت 3 تا 7)

ملاکی نبی نے بھی یہی منادی کی اور کہا:۔

''ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئے گا۔ دیکھو وہ یقیناً آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے (ملاکی باب 3 آیت 1) دیکھو وہ دن آتا ہے جو تنور کی مانند سوزاں ہوگا۔ تب سارے مغرور اور ہر ایک جو بدکرداری کرتا ہے۔ کھونٹی کی مانند ہوں گے۔ اور وہ دن جو آتا ہے۔ ان کو جلائے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ ایسا کہ وہ اُن کی نہ جڑ چھوڑے گا نہ ڈالی۔ لیکن تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو۔ آفتاب صداقت طالع ہوگا۔ اور اس کے پنکھوں میں شفا ہوگی... اور تم شریروں کو پائمال کرو گے۔ کیونکہ جس دن کہ میں یہ ٹھیراؤں وہ تمہارے پاؤں تلے کی راکھ ہوں گے۔ رب الافواج فرماتا ہے۔'' (ملاکی باب 4 آیت 1 تا 3)

تمام انبیاءؑ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک اسی ایک پیشگوئی کی منادی کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کا دامن صدیوں پر اور بحر و بر میں رہنے والی ساری قوموں پر پھیلا ہوا ہے اور زمین سے آسمان تک ممتد ہے۔ اس کا ایک ایک حلقہ بلا مبالغہ بہت بڑی شرح و بسط کا محتاج ہے۔ عیسائی قوم کی ابتدائی تاریخ بھی جس کا ذکر سورہ کہف میں مجملاً وارد ہوا ہے۔ اس پیشگوئی کا ایک حلقہ ہے۔ اس قوم کا غاروں سے نکلنا، اطراف عالم میں پھیلنا اور پھولنا، یہاں تک کہ ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر لینا، یہ حادثہ عجوبۂ روزگار بھی اس کا ایک حلقہ ہے۔ عیسائیوں کی رومانی سلطنت کے آخری ایام میں حق تعالیٰ کے مقدس بندوں کی مملکت کا قیام اور بنی اسرائیل کی سوختنی قربانی اور موسوی شریعت کی منسوخی بھی اس کا ایک حلقہ ہے۔ اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سورہ کہف میں دو تاکستانوں کی جو مثال دی گئی ہے وہ بھی اس عظیم الشان پیشگوئی کا ایک حلقہ ہے۔ عالم ملکوت کی اصطلاح میں اور انجیل کے محاورہ کے مطابق اس سے مراد عیسائیوں کی دو بادشاہتیں ہیں۔ اور یہ جو فرمایا گیا ہے۔ بَیْنَھُمَا زَرْعًا (الکہف: 33) فَجَّرْنَا خِلٰلَھُمَا نَھَرًا (الکہف: 34) یعنی ان دو تاکستانوں کے درمیان ہم نے ایک نہر جاری کی اور اس قوم کو پھل حاصل ہوا۔ عالم ملکوت کی اصطلاح میں یہ نہر دینِ اسلام کا ہی وہ آبِ حیات ہے جو دانیال کی پیشگوئی کے مطابق رومانی سلطنت کے ایّام میں جاری کیا گیا تھا اور واقعات شاہد ہیں اور مسیحی علمائے تاریخ کو بھی یہ تسلیم ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس آبِ حیات کے ذریعہ قرون اولیٰ میں عیسائی قوم کی کھیتی کو سینچا گیا جس سے وہ ایک دوسرا عظیم الشان باغ بن گیا۔ اور یہ باغ ان کی موجودہ مملکت ہے جو دانیال وغیرہ انبیاء کی پیشگوئی کے مطابق ساری دنیا پر چھا گئی ہے۔ (اس تعلق میں ملاحظہ ہو تفسیر کبیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

اس عیسائی قوم کی پہلی مملکت کا بعد میں ایک معمولی کھیتی کی حیثیت اختیار کر لینا بھی اس کا ایک حلقہ ہے جسے بعد میں ایک نہر سے سینچا جانا تھا اور وہ سینچی گئی۔ مسلمانوں میں پہلی اقوام کی سی برگشتگی کا ظہور اور ان کا مغضوب علیہم بن جانا، ان کا فرقہ در فرقہ ہو جانا، ان کا اپنی وسیع ترین مملکت کا ضائع کر دینا اور عیسائی اقوام کو یہ موقع دینا کہ حق تعالیٰ کے بندوں کی قائم کردہ مملکت چھین کر اس کی جگہ صلیب پرستی کی مملکت کو قائم کر لیں یہ بھی ایک حلقہ ہے اس عظیم الشان پیشگوئی کا۔ اور اسی طرح آئندہ کے حوادث بھی ایک حلقہ ہیں اس پیشگوئی کا جس سے کسر صلیب اور قتل دجال کا مشہد عظیم قائم ہونے والا ہے۔

اس تعلق میں حیرت انگیز پیشگوئیوں کا ایک مہتم بالشان سلسلہ جو ہمارے زمانہ میں اب شروع ہوا ہے۔ اس سے میری مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت، پسر موعود کی بطور نشان رحمت کے ولادت اور اس بعثت اور ولادت کے تعلق میں مبشر و منذر الہامات ہیں جو تذکرہ میں درج ہیں اور ایسے وسیع انقلابات کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ بھی درحقیقت ایک وسیع حصہ ہے اس مقصد اعلیٰ کا جس کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا (الکہف: 10) کے الفاظ اور پیرایہ خطاب سے واضح ہوتا ہے کہ منذر و مبشر پیشگوئیوں کے سلسلہ میں ہم پر بھی ابتلاؤں کا ایک اور دور شروع ہونے والا ہے۔ سو یہ بھی ایک الگ حلقہ ہے اس مرکزی پیشگوئی کا جس کے متعلق پہلے سے خبر دی جا چکی ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہوں گے اور زمین پر قوموں کو تکلیف ہوگی۔ کیونکہ وہ سمندر اور اس کی لہروں کے شور سے گھبرا جائیں گے اور ڈر کے مارے زمین پر آنے والی بلاؤں کو دیکھتے دیکھتے لوگوں کی جان میں جان نہ رہے گی اس لئے کہ آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ (لوقا باب 21 آیت 25، 26)

یہ تمام حلقے باہم پیوستہ و پیہم ہیں۔ ان میں سے ایک ایک حلقہ سے متعلقہ حوادث کو اگر لکھنا چاہیں تو حیطۂ قلم میں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت یاسر، حضرت سُمیّہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کی دین اسلام کے لئے قربانیوں کے دلگداز واقعات اور ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

یہ وہ صحابہ تھے جنہوں نے حق کے لئے لڑائی کی اور حق کے لئے جان دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22؍جون 2018ء بمطابق 22؍احسان 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ابتدائی اور جانثار صحابی حضرت عمارؓ بن یاسرؓ تھے۔ ان کے والد حضرت یاسرؓ قحطانی نسل کے تھے۔ یمن ان کا اصل وطن تھا۔ اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ مکہ میں اپنے ایک بھائی کی تلاش میں آئے تھے۔ حارث اور مالک یمن واپس چلے گئے مگر حضرت یاسرؓ مکہ میں ہی رہائش پذیر ہو گئے اور ابوحذیفہ مخزومی سے حلیفانہ تعلق قائم کیا۔ ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی حضرت سُمَیّہ سے ان کی شادی کروا دی جن سے حضرت عمّار پیدا ہوئے۔ ابوحذیفہ کی وفات تک حضرت عمّار اور حضرت یاسرؓ ان کے ساتھ رہے۔ جب اسلام آیا تو حضرت یاسر، حضرت سمیّہ اور حضرت عمّار اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن یاسرؓ ایمان لے آئے۔ حضرت عمّار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ مَیں حضرت صہیب بن سنان سے دارِ اَرقم کے دروازے پر ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ اَرقم میں تھے۔ میں نے صہیب سے پوچھا تم کس ارادے سے آئے ہو؟ تو صہیب نے کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ان کا کلام سنوں۔ صہیب نے کہا میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ حضرت عمّار کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں اسلام کے بارے میں بتایا۔ ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ ہم شام تک وہاں رہے۔ پھر ہم چھپتے ہوئے دار ارقم سے باہر آئے۔ حضرت عمّار اور حضرت صہیب نے جس وقت اسلام قبول کیا تھا اس وقت تیس سے زائد افراد اسلام قبول کر چکے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 187-186 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

صحیح بخاری کی ایک روایت ہے کہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام اور دو عورتیں اور حضرت ابوبکر صدیق تھے۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب باب اسلام ابی بکر الصدیقؓ حدیث 3857)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ کے بارے میں ایک جگہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’مکہ کے چوٹی کے خاندانوں میں سے بھی اللہ تعالیٰ نے کئی لوگوں کو خدمت کی توفیق دی اور غرباء میں سے بھی کئی لوگوں نے اسلام کی شاندار خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ دیکھ لو حضرت علیؓ چوٹی کے خاندان میں سے تھے۔ حضرت حمزہؓ چوٹی کے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ چوٹی کے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عثمانؓ چوٹی کے خاندان میں سے تھے۔ اس کے بالمقابل (حضرت) زیدؓ اور (حضرت) بلالؓ اور سمرۃؓ اور خبابؓ، صہیبؓ (اور) عامرؓ (اور) عمّارؓ ابوفکیہہؓ (یہ) چھوٹے سمجھے جانے والوں میں سے تھے۔ گویا بڑے لوگوں میں سے بھی قرآن کریم کے خادم چنے گئے اور چھوٹے لوگوں میں سے بھی (قرآن کریم کے خادم چنے گئے۔) (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 176)

آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ ’’حضرت سُمیّہ ایک لونڈی تھیں۔ ابوجہل ان کو سخت دکھ دیا کرتے تھے تاکہ وہ ایمان چھوڑ دیں لیکن جب ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ ہوئی (ان کے ایمان کو کوئی ہلا نہ سکا) تو ایک دن ناراض ہو کر ابوجہل نے ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت عمارؓ جو سُمیّہ کے بیٹے تھے انہیں بھی تپتی ریت پر لٹایا جاتا اور انہیں سخت دکھ دیا جاتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 443)

عروہؓ بن زبیر یہ روایت کرتے ہیں تاریخ میں لکھا ہے کہ ’’حضرت عمارؓ بن یاسرؓ مکہ میں ان کمزور لوگوں میں سے تھے جنہیں اس لئے تکلیف دی جاتی تھی کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ مُسْتَضْعَفِیْن (یعنی کمزور لوگ جو تھے، قرآن کریم میں جن کمزوروں اور بے بس لوگوں کا ذکر آیا ہے)، یہ وہ لوگ تھے جن کے مکہ میں قبائل نہ تھے اور نہ ان کا کوئی محافظ تھا نہ انہیں کوئی قوت تھی۔ قریش ان لوگوں پر دوپہر کی تیز گرمی میں تشدّد کرتے تھے تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔‘‘

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 187 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

اسی طرح عمر بن الحکم کہتے ہیں کہ ’’حضرت عمارؓ بن یاسرؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت ابوفکیہؓ پر اتنا ظلم کیا جاتا تھا کہ ان کی زبان سے وہ باتیں جاری ہو جاتی تھیں جن کو وہ حق نہیں سمجھتے تھے‘‘ (لیکن دشمن ظلم کر کے ان کے منہ سے وہ باتیں نکلوا لیتے تھے)۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 188 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

اسی طرح روایت میں ہے محمد بن کعب قُرَظی بیان کرتے ہیں کہ ’’مجھے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو ایک پاجامہ پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت عمارؓ کی پشت پر ورم اور زخموں کے نشان دیکھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو حضرت عمّار نے بتایا کہ یہ اس ایذا کے نشان ہیں جو قریش مکہ دوپہر کی سخت دھوپ میں مجھے دیتے تھے۔‘‘

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 188 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ ’’مشرکین نے حضرت عمارؓ کو آگ سے جلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمارؓ کے پاس سے گزرے تو ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ۔ اے آگ تُو ابراہیم کی طرح عمارؓ پر بھی ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو جا۔‘‘

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 188 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

پھر روایت میں آتا ہے حضرت عثمانؓ بن عفان بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی وادی میں جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ہم ابوعمار، عمارؓ اور ان کی والدہ کے پاس آئے۔ ان کو تکالیف دی جا رہی تھیں۔ حضرت یاسرؓ نے کہا کیا ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا؟ آپ نے حضرت یاسرؓ سے فرمایا صبر کرو۔ اور پھر آپ نے یہ دعا بھی کی کہ اے اللہ! آل یاسر کی مغفرت فرما اور یقیناً تُو نے ایسا کر دیا ہے‘‘۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 188 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا تھا کہ ان کی مغفرت ہو گئی جس شدت کے تنگ حالات سے یہ گزر رہے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آل عمار کے پاس سے گزرے ان کو تکلیف دی جا رہی تھی آپ نے فرمایا اے آل عمّار! خوش ہو جاؤ یقیناً تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 188 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)۔

ایک روایت میں ہے آل یاسر کے پاس سے گزرے۔

(استیعاب جلد 4 صفحہ 1589 یاسر بن عامرؓ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ’’سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے سات افراد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمّارؓ اور ان کی والدہ حضرت سُمَیّہؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت مقدادؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا ابوطالب کے ذریعہ سے کروائی اور حضرت ابوبکر کی ان کی قوم کے ذریعہ سے۔‘‘ (یہ جو روایتوں میں تعداد کے لحاظ سے آتا ہے اس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ پہلے آیا ہے کہ تیس آدمی اس وقت تک اسلام قبول کر چکے تھے جب حضرت عمارؓ نے بیعت کی لیکن بہرحال ان کی روایت یہ ہے کہ یہ لوگ تھے یا یہ ایسے لوگ تھے جو سامنے زیادہ تھے اور جن کو تکلیفیں زیادہ دی جاتی تھیں۔) بہرحال یہ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر کی ان کی قوم کے ذریعہ سے حفاظت ہوئی اور جو باقی بچے انہیں مشرکین نے پکڑ لیا۔ وہ

انہیں لوہے کی زرہیں پہناتے اور دھوپ میں تپنے کے لئے چھوڑ دیتے۔ ان میں سوائے بلال کے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اُن کی خواہش کے مطابق نہ چلا ہو۔ بلال نے تو اپنی ذات کو اللہ کے لئے فنا کر دیا تھا۔ انہیں ان کی قوم کی وجہ سے ذلیل کیا جاتا تھا۔ قریش انہیں بچوں کے حوالے کر دیتے اور وہ انہیں مکہ کی گلیوں میں لئے پھرتے اور وہ اَحد اَحد کہتے جاتے تھے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 76 مسند عبداللہ بن مسعود حدیث 3832 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت عمارؓ کو مشرکین پانی میں غوطے دے کر تکلیف دیا کرتے تھے۔ یعنی سر پانی میں ڈالتے تھے، مارتے تھے۔ باقی تکلیفیں تو تھیں ہی۔ وہی ٹارچر جو آجکل بھی دنیا میں اپنے مخالفین کو دیا جاتا ہے یا بعض حکومتیں بھی اپنے ملزمان کو دیتی ہیں۔ لیکن بہرحال اس سے بڑا ٹارچر ان کو دیا جاتا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمّارؓ کو ملے۔ اس وقت حضرت عمّارؓ رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمّارؓ کی آنکھوں سے آنسو پونچھنے لگے اور کہنے لگے تمہیں کفار نے پکڑ لیا تھا۔ پھر پانی میں غوطے دیتے تھے اور تم نے فلاں فلاں بات کہی تھی۔ اگر وہ دوبارہ تمہیں کریں تو تم ان سے وہی بات کہنا۔‘‘

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 189-188 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

اس کی تفصیل سیرۃ خاتم النبیین میں اَور روایتوں کے حوالے سے بھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ’’عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ اور ان کی والدہ سُمیّہ کو بنی مخزوم جن کی غلامی میں سُمیّہ کسی وقت رہ چکی تھیں اتنی تکالیف دیتے تھے کہ ان کا حال پڑھ کر بدن میں لرزہ پڑنے لگتا ہے۔ ایک دفعہ جب ان فدایانِ اسلام کی جماعت کسی جسمانی عذاب میں مبتلا تھی اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرف آ نکلے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا اور دردمند لہجے میں فرمایا۔ صَبْرًا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَ کُمُ الْجَنَّۃ۔ اے آل یاسر (صبر کر۔) صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا نے تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلہ میں تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔ آخر یاسرؓ تو اسی عذاب کی حالت میں جاں بحق ہو گئے اور بوڑھی سُمیّہ کی ران میں ظالم ابوجہل نے اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ ان کے جسم کو کاٹتا ہوا ان کی شرمگاہ تک جا نکلا اور اس بے گناہ خاتون نے اسی جگہ تڑپتے ہوئے جان دے دی۔ اب صرف باقی عمّار رہ گئے تھے۔ ان کو بھی ان لوگوں نے انتہائی عذاب اور دکھ میں مبتلا کیا اور ان سے کہا کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر نہ کرو گے اسی طرح عذاب دیتے رہیں گے۔ چنانچہ آخر عمّار نے سخت تنگ آ کر کوئی نازیبا الفاظ منہ سے کہہ دیئے جس پر کفّار نے انہیں چھوڑ دیا۔ لیکن اس کے بعد عمّار فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زار زار رونے لگے۔ آپ نے پوچھا کیوں عمّار کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ مجھے ظالموں نے اتنا دکھ دیا کہ میں نے آپ کے متعلق کچھ ایسے الفاظ منہ سے کہہ دیئے جو غلط تھے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے دل کا کیسا حال پاتے ہو؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا دل تو اسی طرح مومن ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں اسی طرح سرشار ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر خیر ہے خدا تمہاری اس لغزش کو معاف کرے۔‘‘

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 141)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ’’چشمۂ معرفت‘‘ میں ایک ہندو پرکاش دیوجی کی کتاب سے، جو انہوں نے ’’سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے نام سے لکھی تھی، چند عبارتیں تحریر فرمائی ہیں۔ ایک تو آپ نے جماعت کو اس وقت نصیحت کی تھی کہ یہ کتاب خریدو اور پڑھو ایک غیر مسلم کی لکھی ہوئی ہے۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 255)

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’وہ عبارتیں برہمو صاحب کی کتاب کی خلاصہ کے طور پر یہاں لکھی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ یہ تحریر فرمایا کہ:

’’حضرت کے اوپر یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جو ظلم ہوتا تھا اسے جس طرح بن پڑتا تھا وہ برداشت کرتے تھے مگر اپنے رفیقوں کی مصیبت دیکھ کر ان کا دل ہاتھ سے نکل جاتا تھا۔‘‘ (اپنے ظلم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کر لیتے تھے لیکن اپنے ساتھیوں کا ظلم آپ کو بڑا تکلیف دیتا تھا) ’’اور بیتاب ہو جاتا تھا۔ ان غریب مومنوں پر ظلم و ستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ لوگ ان غریبوں کو پکڑ کر جنگل میں لے جاتے اور برہنہ کر کے جلتی تپتی ریت میں لٹا دیتے اور ان کی چھاتیوں پر پتھر کی سلیں رکھ دیتے۔ وہ گرمی کی آگ سے تڑپتے۔ مارے بوجھ کے زبان باہر نکل پڑتی۔ بہتیروں کی جانیں اس عذاب سے نکل گئیں۔ انہی مظلوموں میں سے ایک شخص عمارؓ تھا جسے اس حوصلہ اور صبر کی وجہ سے جو اس نے ظلموں کی برداشت میں ظاہر کیا‘‘۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ ’’حضرت عمارؓ کہنا چاہیئے۔ ان کی مشکیں باندھ کر اسی پتھریلی تپتی زمین پر لٹاتے تھے اور ان کی چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ محمد کو گالیاں دو اور یہی حال ان کے بڈھے باپ کا کیا گیا۔ ان کی مظلوم بی بی سے جس کا نام سُمیّہ تھا یہ ظلم نہ دیکھا گیا اور وہ عاجزانہ فریاد زبان پر لائی۔ اس پر وہ بے گناہ ایماندار عورت جس کی آنکھوں کے روبرو اس کے شوہر اور جوان بچے پر ظلم کیا جاتا تھا برہنہ کی گئی اور اسے سخت بے حیائی سے ایسی تکلیف دی گئی جس کا بیان کرنا بھی داخل شرم ہے۔ آخر اس عذاب شدید میں تڑپ تڑپ کر اس ایماندار بی بی کی جان نکل گئی۔‘‘

(سوانح عمری حضرت محمد ﷺ بحوالہ چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 258)

تو یہ خلاصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ہندو کی کتاب میں سے بیان کیا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں اور آپ کے صحابہ کے بارے میں لکھی تھی۔

سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمّار وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے گھر میں عبادت کے لئے مسجد بنائی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 189 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

حضرت عمّارؓ بن یاسرؓ مدینہ ہجرت کر کے آئے تو حضرت مبشر بن عبدِ المنذر کے ہاں قیام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ کی مؤاخات قائم فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کی سکونت کے لئے ایک قطعہ زمین مرحمت فرمایا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 190-189 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں ابوسلمہ اور اُمّ سلمہ نے ہجرت کی اور حضرت عمارؓ بن یاسرؓ چونکہ ان کے حلیف تھے اس لئے وہ بھی ان کے ہمراہ چلے گئے۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ حضرت اُمّ سلمہ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ (المستدرک علی الصحیحین جلد 3 صفحہ 471 کتاب معرفۃ الصحابہ ذکر مناقب عمار بن یاسرؓ حدیث 5720 مطبوعہ دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع 1997ء)، (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 591 مسند ام سلمہؓ زوج النبیؐ حدیث 27064 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے اور اپنے بیٹے علی بن عبداللہ سے کہا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس جاؤ اور ان کی بات سنو۔ ہم ان کے پاس آئے اور وہ اور ان کا بھائی اپنے ایک باغ میں تھے جسے وہ پانی دے رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو وہ آئے اور گوٹھ مار کر بیٹھ گئے۔ (چوکڑی مار کے بیٹھ گئے) اور انہوں نے کہا ہم مسجد نبوی بنتے وقت اینٹیں ایک ایک کر کے لاتے تھے اور عمارؓ بن یاسرؓ دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر سے یعنی عمّار کے سر سے غبار پونچھا اور فرمایا کہ افسوس! باغی گروہ انہیں مار ڈالے گا۔ عمارؓ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہو گا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلا رہے ہوں گے۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب مسح الغبار عن الرأس فی سبیل اللہ حدیث 2812)

حضرت عمارؓ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ میں فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 194 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

عبداللہ بن ابی ھُذَیل سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد بنائی تو ساری قوم اینٹ پتھر ڈھو رہی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمارؓ بھی ڈھو رہے تھے۔ حضرت عمارؓ یہ رجز پڑھ رہے تھے کہ نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ نَبْتَنِی الْمَسَاجِدَا۔ کہ ہم مسلمان ہیں جو مسجدیں بناتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے تھے۔ اَلْمَسَاجِدَا۔ یعنی ساتھ آپ بھی دہرایا کرتے تھے۔ حضرت عمارؓ اس سے قبل بیمار بھی تھے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آج عمارؓ ضرور مر جائیں گے کیونکہ کام بہت زیادہ کر رہے ہیں اور بیماری سے اٹھے ہیں۔ کمزوری بھی بہت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر حضرت عمارؓ کے ہاتھ سے اینٹیں گرا دیں۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 190 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1990ء) اور آپ نے ان سے کہا تم آرام کرو۔ تو انتہائی کمزوری کی حالت میں بھی خدمت سے یہ لوگ محروم نہیں رہنا چاہتے تھے۔

حضرت اُمّ سلمہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 191 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

حضرت عمّار بن یاسرؓ غزوہ بدر اور اُحد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 124 عمار بن یاسر مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

بیعت رضوان وہ بیعت ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بطور سفیر کے بات کرنے کے لئے مکہ میں بھیجا تو اس وقت انہوں نے، کفار نے، ان کو روک لیا اور مسلمانوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک کیکر کے نیچے اکٹھا کیا، جمع کیا اور آپ نے فرمایا کہ آج میں تم سب سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں کہ کوئی شخص پیٹھ نہیں دکھائے گا اور اپنی جان پر کھیل جائے گا لیکن یہاں سے نہیں

ہٹے گا۔ یہ جگہ نہیں چھوڑے گا۔ اس اعلان پر کہا جاتا ہے کہ صحابہ بیعت یا عہد کے لئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ جب بیعت ہو رہی تھی تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے کیونکہ اگر وہ ہوتے تو پیچھے نہ رہتے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 762-761)

بہرحال بعد میں یہ خبر غلط نکلی۔ حضرت عثمان آ گئے۔ لیکن مسلمانوں نے اس وقت یہ بیعت کی تھی، عہد کیا تھا کہ ہم اپنی جان پر کھیل جائیں گے لیکن اس کا بدلہ ضرور لیں گے کہ ایک سفیر کو، حضرت عثمانؓ کو، جو سفیر کے طور پر گئے تھے ان کو انہوں نے شہید کیا ہے یا قتل کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے حضرت حکم بن عُتَیْبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو چاشت کے وقت وہاں پہنچے تھے۔ حضرت عمارؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی ایسی جگہ بنانی چاہئے جہاں آپ چھاؤں میں بیٹھ سکیں۔ آرام کر سکیں اور نماز پڑھیں۔ چنانچہ حضرت عمارؓ نے چند پتھر جمع کئے اور مسجد قبا کی بنیاد ڈالی۔ یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو بنائی گئی اور حضرت عمارؓ نے اس کو بنایا۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 126 عمار بن یاسر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جنگ یمامہ میں حضرت عمارؓ کو دیکھا کہ وہ ایک بلند چٹان پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو پکار رہے تھے۔ بڑے بہادر تھے کہ اے مسلمانوں کے گروہ! کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو۔ میں عمار بن یاسر ہوں۔ آؤ میرے پاس آؤ۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ ان کا ایک کان کٹ چکا تھا اور ہل رہا تھا لیکن آپ لڑائی میں مصروف تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 192 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

طارق بن شہاب کہتے ہیں اسی کٹے ہوئے کان کے حوالے سے بنو تمیم کے ایک شخص نے عمارؓ کو اَجْدَعْ یعنی کان کٹا ہوا ہونے کا طعنہ دیا۔ حضرت عمارؓ نے اسے کہا کہ تو نے میرے بہترین کان کو برا بھلا کہا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 192 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

یعنی وہ کان جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قربان ہوا تم اس کو برا کہہ رہے ہو اس کا طعنہ مجھے دے رہے ہو یہ تو میرا بہترین کان ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید بیان کرتے ہیں کہ میرے اور حضرت عمارؓ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی اور میں نے ان کو کوئی سخت بات کہہ دی۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ میری شکایت کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شکایت کر رہے تھے۔ وہاں بھی میں سختی سے پیش آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی بات نہیں فرما رہے تھے۔ حضرت عمار رونے لگے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خالد کی حالت نہیں دیکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو عمارؓ سے دشمنی رکھے گا اللہ اس سے دشمنی رکھے گا اور جو شخص عمارؓ سے بغض رکھتا ہے اللہ اس سے بغض رکھے گا۔ حضرت خالدؓ بن ولید بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت مجھے دنیا میں اس بات سے زیادہ کوئی بات محبوب نہ تھی کہ کسی طرح حضرت عمارؓ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ حضرت خالد کہتے ہیں کہ میں حضرت عمارؓ سے ملا اور ان سے معافی مانگی۔ پس وہ راضی ہو گئے۔ (اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 125 عمار بن یاسر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

اس کی تفصیل ایک جگہ اس طرح بیان ہوئی ہے۔ اَشتر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سریہ پر بھیجا۔ (ایک جنگ میں ایک فوج بھیجی تھی۔) میرے ہمراہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ بھی تھے۔ اس مہم کے دوران ہم ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن میں ایک گھرانے نے اسلام کا ذکر کیا۔ حضرت عمارؓ نے کہا یہ لوگ توحید کے ماننے والے ہیں۔ لیکن میں نے ان کی بات کی جانب کوئی توجہ نہ دی اور ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو دوسرے لوگوں کے ساتھ کیا۔ حضرت عمارؓ مجھے ڈراتے رہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات میں یہ بات عرض کروں گا۔ پھر حضرت عمارؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بتائی۔ پھر جب حضرت عمارؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدد نہیں کر رہے یعنی خاموش تھے تو اس حالت میں واپس لوٹ گئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت خالد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ اے خالد! عمارؓ کو برا بھلا مت کہو کیونکہ جو عمارؓ کو برا بھلا کہتا ہے اللہ اس کو برا بھلا کہنے کا بدلہ دیتا ہے اور جو عمارؓ سے بغض رکھتا ہے اللہ اس سے بغض رکھتا ہے اور جو عمارؓ کو بیوقوف کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بیوقوف کہتا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد 2 صفحہ 477 کتاب معرفۃ الصحابہ ذکر مناقب عمار بن یاسرؓ حدیث 5737 مطبوعہ دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع 1997ء)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے آنے کی اجازت مانگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور فرمایا پاک اور پاکیزہ شخص خوش آمدید۔ (سنن ابن ماجہ کتاب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ فضل عمار بن یاسر حدیث 146)۔ یہ اعزاز تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بخشا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کو جب بھی دو باتوں میں سے کسی ایک کو کرنے کا اختیار دیا جاتا تو اسی بات کو اختیار کرتا ہے جس میں رشد اور ہدایت زیادہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ فضل عمار بن یاسر حدیث 148)

حضرت عمرو بن شُرَحْبِیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارؓ بن یاسرؓ کے رگ و پا میں ایمان سرایت کئے ہوئے ہے۔

(سنن النسائی کتاب الایمان باب تفاضل اھل الایمان حدیث 5010)

یعنی مکمل طور پر ایمان میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دی ہوئی ہے۔

ابراہیم نے علقمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں شام میں آیا۔ لوگوں نے کہا حضرت ابو درداءؓ کہتے تھے کہ کیا تم میں سے وہ شخص تھا جس کو اللہ نے شیطان سے بچائے رکھا جس طرح اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے فرمایا ہے یعنی حضرت عمارؓ کے بارے میں۔

(صحیح البخاری کتاب بدئ الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ حدیث 3287)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ پر چڑھائی کرنے کی تیاری فرمائی تو اس مہم کو پوشیدہ رکھا اور باوجود اس کے کہ صحابہ اس مہم کی تیاری کر رہے تھے لیکن یہ عام نہیں تھا کہ مکہ پر چڑھائی کی جا رہی ہے۔ اس موقع پر ایک بدری صحابی حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے اپنی سادگی اور نادانی میں مکہ سے آئی ہوئی ایک عورت کے ہاتھ ایک خفیہ خط مکہ روانہ کر دیا جس میں مکہ پر حملہ کرنے کی ساری تیاریوں کا ذکر کر دیا۔ وہ عورت خط لے کر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دے دی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو تین افراد کے ساتھ جن میں حضرت عمارؓ بن یاسرؓ بھی شامل تھے اس عورت کا پیچھا کرنے اور وہ خط لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ ”سارہ نام ایک عورت جو کہ مکہ میں رہتی تھی اور خاندان بنی ہاشم کے زیر سایہ پرورش پایا کرتی تھی ان ایام میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے واسطے کوچ کی تیاری کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ آئی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں میں مسلمان ہو کر نہیں آئی بلکہ بات یہ ہے کہ میں اس وقت محتاج ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہمیشہ میری پرورش کیا کرتا ہے اس واسطے میں آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ مجھے کچھ مالی امداد مل جائے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرمایا اور انہوں نے اسے کچھ کپڑا اور روپیہ وغیرہ دیا جس کے بعد وہ واپس اپنے وطن کو روانہ ہو گئی۔ جب روانہ ہونے لگی تو حاطبؓ نے جو کہ اصحاب بدر میں سے تھا اس کو دس درہم دیئے اور کہا کہ میں تجھے ایک خط دیتا ہوں۔ یہ خط اہل مکہ کو دے دینا۔ اس بات کو اس نے قبول کیا اور وہ خط بھی لے گئی۔ اس خط میں حاطبؓ نے اہل مکہ کو خبر دی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہے تم ہوشیار ہو جاؤ۔ وہ عورت ہنوز مدینہ سے روانہ ہی ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی الٰہی خبر مل گئی کہ وہ ایک خط لے کر گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مع عمارؓ اور ایک جماعت کے روانہ کر دیا کہ اس کو پکڑ کر اس سے خط لے لیں اور اگر نہ دے تو اسے ماریں۔ چنانچہ اس جماعت نے اس کو راہ میں جا پکڑا۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں جس پر حضرت علیؓ نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ ہم کو جھوٹ نہیں کہا گیا۔ بذریعہ وحی الٰہی یہ خبر ملی ہے۔ خط ضرور تیرے پاس ہے۔ تلوار کے ڈر سے اس نے خط اپنے سر کے بالوں میں سے نکال دیا۔ جب خط آ گیا اور معلوم ہوا کہ وہ حاطبؓ کی طرف سے ہے تو حاطبؓ بلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ تُو نے کیا کیا؟ اس نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے جب سے میں ایمان لایا ہوں کبھی کافر نہیں ہوا۔ بات صرف اتنی ہے کہ مکہ میں میرے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

قبائل کا کوئی حامی اور خبر گیر نہیں۔ میں نے اس خط سے صرف یہ فائدہ حاصل کرنا چاہا تھا کہ کفار میرے قبائل کو دکھ نہ دیں۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ حاطبؓ کو قتل کر دیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اصحاب بدر پر خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ کرو جو بھی ہو میں نے تمہیں بخش دیا۔" (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 529-528)

تو یہ غلطی ان کی نادانستگی میں تھی۔ نیت مسلمانوں کو نقصان پہنچانا نہیں تھا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو ایک دفعہ کوفے کا والی بنایا اور اہل کوفہ کے نام حسب ذیل فرمان جاری فرمایا کہ اَمَّا بَعْد مَیں عمارؓ بن یاسرؓ کو امیر اور ابن مسعودؓ کو معلم اور وزیر مقرر کر کے بھیجتا ہوں۔ بیت المال کا انتظام بھی ابن مسعودؓ کے سپرد کیا ہے۔ یہ دونوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معزز اصحاب میں سے ہیں جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔ اس لئے ان دونوں کی فرمانبرداری اور اطاعت اور پیروی کرو۔ میں نے ابن اُمّ عبد (حضرت عبداللہؓ ابن مسعود) کے بارے میں تمہیں اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔ میں نے عثمان بن حُنَیف کو السواد (عراق کا علاقہ جس کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کی سرسبزی اور شادابی کی وجہ سے سواد کہا جاتا ہے) پر مامور کر کے بھیجا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 193 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

پھر اہل کوفہ کی شکایت کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو معزول کر دیا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے بعد میں ان سے پوچھا کہ کیا ہمارا تمہیں معزول کرنا ناگوار تو نہیں گزرا تھا؟ حضرت عمارؓ نے کہا کہ آپ نے کہا ہے، پوچھ لیا ہے تو مجھے تو اُس وقت بھی ناگوار معلوم ہوا تھا۔ اچھا نہیں لگا تھا جب آپ نے مجھے عامل بنایا تھا لیکن بنا دیا تھا۔ اطاعت تھی اس لئے میں بن گیا۔ اور اس وقت بھی ناگوار گزرا ہے جب مجھے معزول کیا گیا۔"

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 194 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

ناگوار بیشک گزرا لیکن بولے نہیں اور ہٹنے پر بھی کامل اطاعت کی یہاں تک کہ جب حضرت عمرؓ نے خود پوچھا ہے تو پھر جو دل میں تھا جو سچائی تھی وہ بیان کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ پھیلانے والے منافقین اور باغیوں نے جب مدینہ میں شورش برپا کی تو بدقسمتی سے اپنی سادگی کی وجہ سے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ بھی ان کے جھانسے میں آ گئے، دھوکہ میں آ گئے گو کہ عملی طور پر انہوں نے کسی بھی قسم کا ان کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ "صرف تین شخص مدینہ کے باشندے ان لوگوں کے ساتھ تھے۔ ایک تو محمدؓ بن ابی بکرؓ جو حضرت ابوبکرؓ کے لڑکے تھے اور مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ بوجہ اس کے کہ لوگ ان کے باپ کے سبب ان کا ادب کرتے تھے ان کو خیال پیدا ہو گیا تھا کہ میں بھی کوئی حیثیت رکھتا ہوں ورنہ نہ ان کو دنیا میں کوئی سبقت حاصل تھی، نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی، نہ بعد میں ہی خاص طور پر دینی تعلیم حاصل کی۔ حجۃ الوداع کے ایام میں پیدا ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابھی دودھ پیتے بچے تھے۔ چوتھے سال ہی میں تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے اور اس بے نظیر انسان کی تربیت سے بھی فائدہ اٹھانے کا ان کو موقع نہیں ملا۔ دوسرا شخص محمد بن ابی حذیفہ تھا۔ یہ بھی صحابہ میں سے نہ تھا۔ اس کے والد یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت عثمانؓ نے اس کی تربیت اپنے ذمہ لے لی تھی اور بچپن سے آپ نے اسے پالا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو اس نے آپ سے کوئی عہدہ طلب کیا۔ آپ نے انکار کیا۔ اس پر اس نے اجازت چاہی کہ میں کہیں باہر جا کر کوئی کام کروں۔ آپ نے اجازت دے دی اور یہ مصر چلا گیا۔ وہاں جا کر عبداللہ بن سبا کے ساتھیوں سے مل کر حضرت عثمانؓ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا۔ جب اہل مصر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو یہ ان کے ساتھ ہی آیا تھا مگر کچھ دور تک آ کر واپس چلا گیا اور اس فتنہ کے وقت مدینہ میں نہیں تھا۔ تیسرے شخص عمارؓ بن یاسرؓ تھے۔ یہ صحابہ میں سے تھے اور ان کے دھوکہ کھانے کی وجہ یہ تھی"، (حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے) کہ یہ سیاست سے باخبر نہیں تھے۔ (سیاست بالکل نہیں آتی تھی۔) جب حضرت عثمانؓ نے ان کو مصر بھیجا کہ وہاں کے والی کے انتظام کے متعلق رپورٹ کریں تو عبداللہ بن سبا نے ان کا استقبال کر کے ان کے خیالات کو مصر کے گورنر کے خلاف کر دیا اور چونکہ وہ گورنر ایسے لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ایام کفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت کی تھی اور فتح مکہ کے بعد اسلام لایا تھا اس لئے آپ بہت جلد ان لوگوں کے قبضے میں آ گئے" (یعنی یہ گورنر کیونکہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر چکا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی اس کی وجہ سے ان لوگوں نے، مخالفین نے، حضرت عثمانؓ کے اور گورنر کے خلاف جو باتیں کیں تو آپ ان لوگوں کی باتوں میں آ گئے اور سمجھا کہ یہ پہلے ہی مخالفت کر چکا ہے تو اب بھی شاید اس کے دل نے صحیح طرح اسلام قبول نہیں کیا اور یہ ایسی حرکتیں کرتا ہوگا۔ بہرحال)" والی کے خلاف بدظنی پیدا کرنے کے بعد آہستہ آہستہ حضرت عثمانؓ پر بھی انہوں نے ان کو بدظن کر دیا مگر انہوں نے عملاً فساد میں کوئی حصہ نہیں لیا کیونکہ باوجود اس کے کہ مدینہ پر حملہ کے وقت یہ مدینہ میں موجود تھے سوائے اس کے کہ اپنے گھر میں خاموش بیٹھے رہے ہوں اور ان مفسدوں کا مقابلہ کرنے میں انہوں نے کوئی حصہ نہ لیا ہو عملی طور پر انہوں نے فساد میں کوئی حصہ نہیں لیا۔" یہ ہے ان کی کمزوری کہ مدینہ میں ہونے کے باوجود مفسدوں کے خلاف کوئی حصہ نہیں لیا۔ ان کو روکا نہیں۔ لیکن عملاً انہوں نے اس میں کوئی حصہ نہیں لیا) "اور ان مفسدوں کی بداعمالیوں سے ان کا دامن (اس لحاظ سے) بالکل پاک ہے۔"

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 315-314)

حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عمارؓ بن یاسرؓ حضرت علیؓ کے ہمراہ رہے اور ان کے ساتھ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں شریک ہوئے۔ ابوعبدالرحمن السُّلَمی کہتے ہیں کہ "جنگ صفین میں ہم حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ مَیں نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو دیکھا کہ وہ جس طرف بھی جاتے یا جس طرف بھی رُخ کرتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کے پیچھے جاتے گویا وہ ان کے لئے ایک جھنڈے کے طور پر تھے۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 126 عمار بن یاسر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں میں نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو دیکھا۔ (یہ وہ جنگ ہے جو حضرت علیؓ اور امیر معاویہ، جو شام کا گورنر تھا، ان کے درمیان ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا) آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں۔ طویل القامت تھے۔ آپ کا رنگ گندم گوں تھا۔ حضرت عمارؓ کے ہاتھ میں نیزہ تھا آپ کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ حضرت عمارؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس نیزے کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین جنگیں لڑی ہیں۔ یہ چوتھی جنگ ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ ہمیں مار مار کر ھَجَر کی کھجور کی شاخوں تک پسپا کر دیں تب بھی میں یہی سمجھوں گا کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ غلطی پر ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 194 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)
(المستدرک علی الصحیحین جلد 2 صفحہ 480 کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر مناقب عمار بن یاسرؓ حدیث 5745 مطبوعہ دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع 1997ء)

ابوالبختری کہتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا کہ میرے پینے کے لئے دودھ لاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ تم دنیا میں جو آخری مشروب پیو گے وہ دودھ ہو گا۔ چنانچہ دودھ لایا گیا۔ حضرت عمارؓ نے دودھ پیا اور پھر آگے بڑھ کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 195 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت عمارؓ کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت عمارؓ ہنسے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سب سے آخری مشروب جو تم پیو گے وہ دودھ ہو گا۔ (خوشی تھی کہ آج میں اس حالت میں شہید ہو رہا ہوں)۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 195 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے جنگِ صفین کے موقع پر فرمایا۔ جنت تلواروں کی چمک کے نیچے ہے اور پیاسا چشمہ پر پہنچ جائے گا۔ آج مَیں اپنے پیاروں سے ملوں گا۔ آج مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گروہ سے ملوں گا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 195 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

عبدالرحمن بن اَبزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے صفین کی طرف جاتے ہوئے دریائے فرات کے کنارے یہ کہا کہ اے اللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو اس پہاڑ سے نیچے پھینک دوں تو میں ایسا کر گزرتا اور اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ میں یہاں بہت بڑی آگ جلا کر اس میں اپنے آپ کو گرا دوں تو میں ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ مَیں اپنے آپ کو پانی میں گرا دوں اور اس میں اپنے آپ کو غرق کر دوں تو مَیں یہی کرتا۔ میں صرف تیری رضا کی خاطر یہ جنگ کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے ناکام نہ کرنا اور میں صرف تیری رضا ہی چاہتا ہوں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 195 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1990ء)

حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو ابوغادیہ مُزَنی نے شہید کیا تھا اس نے انہیں ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے۔ پھر ایک اور شخص نے حضرت عمارؓ پر حملہ کر کے ان کا سر کاٹ لیا اور پھر یہ دونوں جھگڑتے ہوئے معاویہ کے پاس آئے۔ ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے انہیں قتل کیا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا (یہ اس وقت معاویہ کے ساتھ تھے، صحابی تھے لیکن اس وقت یہ بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے بہرحال

معاویہ کے پاس تھے لیکن نیکی تھی جو اس بیان سے ظاہر ہوتی ہے۔) حضرت عمرؓو بن العاص نے کہا کہ اللہ کی قسم دونوں صرف آگ کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ (یعنی انہوں نے حضرت عمارؓ کو جو شہید کیا ہے اور ہر ایک جو کہتا ہے دعویٰ کر رہا ہے کہ میں نے شہید کیا ہے تو تم دونوں صرف آگ کے بارے میں جھگڑ رہے ہو۔) حضرت معاویہؓ نے حضرت عمروؓ بن عاص کی یہ بات سن لی۔ جب دونوں شخص واپس چلے گئے تو معاویہؓ نے حضرت عمروؓ بن عاص سے کہا کہ جیسا تم نے کہا ہے میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ لوگوں نے ہمارے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں اور تم ان دونوں سے یہ بات کر رہے ہو کہ تم آگ کے بارے میں جھگڑ رہے ہو۔ حضرت عمروؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! بات تو ایسی ہی ہے اللہ کی قسم! تم بھی اسے جانتے ہو اور مجھے تو یہ پسند ہے کہ میں اس سے بیس سال پہلے ہی مر گیا ہوتا'' اور یہ موقع نہ آتا کہ جب ہم اس طرح لڑیں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ196 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت1990ء)

حضرت عمارؓ کی وفات حضرت علی کے عہد خلافت میں یعنی جنگ صِفّین میں صفر37 ہجری میں 94 سال کی عمر میں ہوئی۔ بعضوں کے نزدیک 93 سال یا 91 سال عمر ہے۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کی تدفین صِفّین میں ہی ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ200 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت1990ء)

(اسد الغابہ جلد4 صفحہ127 عمار بن یاسر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت1996ء)

یحی بن عَابِسؔ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو شہید کیا گیا اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا کیونکہ میں دادخواہ ہوں گا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کو ان کے کپڑوں میں ہی دفن کیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ198 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت1990ء)

(اسد الغابہ جلد4 صفحہ127 عمار بن یاسر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت1996ء)

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ اور ہاشمؓ بن عتبہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمارؓ کو آپ نے اپنے قریب رکھا اور ہاشم کو ان کے آگے اور دونوں پر ایک ہی مرتبہ پانچ یا چھ یا سات تکبیریں کہیں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ198 عمار بن یاسرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت1990ء)

تو یہ تھے وہ صحابہ جنہوں نے حق کے لئے لڑائی کی اور حق کے لئے جان دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کا تھوڑا سا کچھ اور بھی ذکر ہے۔ کچھ واقعات ہیں، روایات ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

☆...☆...☆

بقیہ: قرآن مجید کی وحی اور آنحضرت ﷺ کے روحانی مشاہدات کا ایک نمونہ۔ از صفحہ 4

لانا ممکن نہیں۔ کلمات ربی کا یہ سلسلہ جیسا کہ سورہ کہف کے آخر میں بتایا گیا ہے اتنا وسیع در وسیع اور شاخ در شاخ ہے کہ احاطہ تصور میں بھی نہیں لایا جاسکتا چہ جائیکہ قلمبند ہو سکے۔ جب ہم تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھا کرتے تھے تو ان دنوں سورۃ الکہف کی آیت تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ (الکہف:92،91) کے متعلق میں سمجھتا تھا کہ فتنہ مسیحیت کے بارے میں یہ بیان مبالغہ آمیز ہے۔ مگر اپنی آنکھوں سے ہم نے دیکھ لیا ہے کہ جہنم خیز آتش افگن توپوں کی گرجوں سے آسمان کا کلیجہ بھی پھٹ رہا ہے۔ بمبار طیاروں کے ذریعہ سے زمین بھی شق ہو رہی ہے اور پہاڑ بھی اڑائے جا رہے ہیں۔ یہ حصہ پیشگوئی بھی ایک حلقہ ہے اس عظیم الشان مرکزی پیشگوئی کا جس کے تعلق میں عیسائی اقوام کے متعلق انذار کرتے ہوئے فرمایا اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا (مریم:85) کہ ہم ان کے لئے ایک بہت بڑی تیاری کر رہے ہیں۔

رب الافواج کی قیامت خیز تیاری بھی ایک حلقہ ہے اس مقصد عظیم کی تکمیل کا جس کی بشارت انبیاء دیتے چلے آئے ہیں۔ ذرا تصور تو کریں کہ جہنم کی بڑی بڑی فیکٹریاں موعودہ یوم الفصل کو قریب ترلانے کے لئے انواع و اقسام کے آتش افگن سامان تیار کر رہی ہیں۔ تا کہ وہ یوم الفصل قائم ہو جس کے متعلق ابن مریم کی سی شان رکھنے والے نذیر ربانی نے قبل از وقت بایں الفاظ ہمیں اطلاع دی ہے:۔

''وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا''۔

(تذکرۃ صفحہ450۔ ایڈیشن چہارم)

''خدا فرماتا ہے کہ میں حیرتناک کام دکھلاؤں گا۔ بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں... اِنِّیْ مع الافواج اٰتیك بغتةً ... میں اپنی تمام فوجوں یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کے لئے ناگہانی طور پر آؤں گا۔ یعنی اس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کروں گا۔ تب وہ روز دنیا کے لئے ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈرتے ہیں اور قبل اس کے کہ خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اس کو راضی کرلیں۔ کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور توّاب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب ہے''۔

(تذکرۃ صفحہ451، 452۔ ایڈیشن چہارم)

ہاں اس جہنم خیز تیاری کا تصور کریں اور پھر دیکھیں کہ کلمات ربّی کا ایک ایک کلمہ اپنے ساتھ کیا کیا تفصیلات کا بحر موّاج رکھتا ہے جس کی شرح و بسط جہاں ایک طرف خود کلام اللہ کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے رؤیا اور مکاشفات اس کی تائید کرتے ہیں وہاں دوسری طرف انبیاءؑ یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کی تصدیق کرتے چلے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ واقعات بھی ان باتوں کی سچائی کی شہادت دیتے چلے جا رہے ہیں۔ کلام اللہ، مکاشفات نبویہ اور واقعاتی شہادت کی یہ آپس کی مطابقت اور پھر انبیاء علیہم السلام کا ہمہ گیر توافق ہمیں یقیناً ایک عالم ملکوت کا پتہ دیتا ہے۔

عالم ملکوت سے پیوند پکڑنے پر قوائے بشریہ میں خارق عادت نشوونما

وہ ایک ایسا عالم ہے کہ جس کے ساتھ ہمارا اس دنیا میں اتصال ہماری باطنی قوتوں میں غیر معمولی قوت، جلا اور روشنی پیدا کر دیتا ہے۔ پھر یہ ظاہری آنکھ جو اس اتصال اور پیوند کے وقت بند اور معطل ہوتی ہے نہیں دیکھتی بلکہ کوئی اور ہی آنکھ ہوتی ہے جو ملائکۃ اللہ کا مشاہدہ کرتی ہے اور یہ ظاہری کان شنوا نہیں ہوتے بلکہ کوئی اور ہی کان ہوتے ہیں جو ملائکۃ اللہ کی آواز کو سنتے ہیں۔ عالم ملکوت سے پیوند پکڑنے کے وقت یہ خاکی جسم اور اس کے اعضاء اور ان کی قوتیں بے کار محض ہوتی ہیں مگر اس کی باطنی طاقتوں میں بالکل نئی قسم کا نشوونما اور تجلی ہوتی ہے جو عالم غیب سے پردوں کو اٹھا دیتی ہے اور اس کی لامحدود کائنات کا وہ کچھ مشاہدہ انسان کو کراتی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کا ایک نمونہ سورہ کہف اور سورہ مریم کی آیات اور ان آیات کے تعلق میں ہمارے آقائے نامدار ہادی و مرشد کامل آنحضرت ﷺ کے رؤیا اور مکاشفات کے ذکر میں ابھی پیش کیا جا چکا ہے۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں حیات آخرت و جزا سزا اور لقائے ربانی کا ذکر کیا گیا ہے وہاں اس کے پہلو میں کوئی نہ کوئی مہتم بالشان پیشگوئی کا ذکر بلا استثناء کیا گیا ہے اور یہ التزام یہاں تک ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت بھی اس قاعدہ کلّیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ یہ توارد اور تلازم کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہ پیشگوئیاں حقیقت نما ہیں اور واشگاف ہیں ایک عالم غیب کے اسرار کی۔

سورہ طٰہٰ کا موضوع

سورہ طٰہٰ کا موضوع بھی سورہ کہف اور سورہ مریم کے موضوع کے ہی تسلسل میں ہے۔ چنانچہ یوں شروع ہوتی ہے۔ طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى (طٰہٰ:3،2) ہم نے تجھ پر یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو ہماری رحمت سے محروم رہے۔ یہ الفاظ ہم معنیٰ ہیں۔ زکریا علیہ السلام کی دعا وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا (مریم:5) پھر اسی سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے واقعات بیان کرتے ہوئے خصوصیت سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ موسیٰؑ کے بعد ہارونؑ کی خلافت میں ان کی قوم بگڑ گئی لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو سنبھالا اور اس سورۃ کے آخر میں فرماتا ہے۔ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا۔ (طٰہٰ:100)

انباء جمع ہیں نبأ کی جس کے معنی ہیں اہم خبر۔ اس لفظ سے نبی کا لفظ مشتق ہے۔ یعنی آئندہ کی خبریں سابقہ واقعات کے پیرایہ میں ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں اور یقیناً ہم نے اپنے حضور سے ایک بہت بڑی یاددہانی تجھے دی ہے۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ سَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ (طٰہٰ:101، 102)

یعنی جنہوں نے اس نصیحت سے منہ پھیرا وہ یقیناً روز قیامت بہت بڑا بھاری بوجھ اٹھائیں گے۔ اس میں لمبے عرصہ تک رہنے والے ہوں گے۔ اور قیامت کے روز ان کے لئے بہت ہی برا بوجھ ہوگا۔

(بشکریہ ماہنامہ الفرقان۔ فروری مارچ 1954ء و جولائی1954ء)

.......................(باقی آئندہ)

مخزنِ تصاویر

جماعت احمدیہ عالمگیر کی تصاویر پر مشتمل آفیشل لائبریری 'مخزنِ تصاویر' کے نام سے موسوم ہے اور یہ لائبریری مرکز کے زیر انتظام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے 2006ء میں اس لائبریری کا نئے سرے سے اجرا ہوا اور تب سے یہ لندن میں قائم ہے۔

مخزن تصاویر کے قیام کا بنیادی مقصد جماعتی تصاویر کو اکٹھا کر کے ان کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کو باترتیب محفوظ کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک مستقل پراجیکٹ جاری ہے جس میں مختلف کیٹیگریز (categories) کے تحت تصاویر کو اکٹھا کر کے محفوظ کیا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے کرام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تصاویر کے علاوہ تاریخی اعتبار سے دیگر اہم شخصیات اور اہم تاریخی مواقع پر لی گئی تصاویر بھی اس لائبریری میں شامل ہیں۔ چنانچہ اس ذریعہ سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی 'تصویری تاریخ' محفوظ کی جا رہی ہے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 07/فروری 2016ء کو مخزنِ تصاویر ویب سائٹ کا افتتاح فرمایا۔ اس ویب سائٹ کے ذریعہ لوگ جماعت احمدیہ مسلمہ کی بیشمار اہم پرانی تاریخی تصاویر اور نئی تصاویر دیکھ سکتے ہیں اور بعض تصاویر آن لائن آرڈر کے ذریعہ خرید بھی سکتے ہیں۔ تصاویر کے ساتھ درج کی گئی معلومات چھ مختلف زبانوں میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح کسی بھی جماعتی شعبہ، ادارے، تنظیم وغیرہ کو اگر اپنے لٹریچرز، سوونیئرز، کیلنڈرز وغیرہ میں تصاویر شامل کرنی ہوں تو ان کو اسی ویب سائٹ کے ذریعہ آرڈر کر سکتے ہیں۔

اگر آپ کے پاس جماعت احمدیہ کی تاریخ سے متعلق کسی قسم کی تاریخی تصاویر موجود ہیں تو آپ سے درخواست ہے کہ تصاویر سے متعلق ضروری معلومات و کوائف لکھ کر درج ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ ان معلومات میں یہ باتیں ضرور شامل کریں: بھیجنے والے کا نام، تاریخ اور مقام جب تصویر لی گئی وغیرہ۔ آپ کی بھیجی گئی تصاویر ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے بعد آپ کو باحفاظت واپس کر دی جائیں گی۔

Makhzan-e-Tasaweer
Tahir House
22 Deer Park Road, London, SW19 3TL
e-mail: info@makhzan.org website: www.makhzan.org

میدان نعتِ رسول مقبول ﷺ

اوراس کے سرخیل۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(خواجہ عبدالعظیم احمد، مبلغ نائیجیریا)

نعت گوئی اوراس کی تاریخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات سے ہی چلی آرہی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن واحسان کوجس نے بھی دیکھااس نے آپ کی تعریف وتوصیف میں اپنے قلبی خیالات کا اظہار کیا۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے مخاطبین عربی زبان بولنے والے تھے اس لئے سب سے پہلے نعت کہنے کا سہرا عرب شعراء کے سرسجا۔اس کے بعد باقی اقوام نے اس بابرکت کام میں حصہ لیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اٹھانے والوں نے مدح سرائی شعر ونثر دونوں اصناف میں کی اوراتنی پُراثر مدح سرائی کی کہ ’المدیح النبوی‘ کواغراض الشعر میں مستقل اوردائمی غرض قرار دیا گیا۔

زیرنظر مضمون میں نعت گوئی کی تاریخ وتطوّر، اس فن کے خصائص اور تین بڑی زبانوں (عربی، فارسی اور اردو) میں اس کی مجموعی ہیئت اور میدانِ نعت میں اس فن کے ماہرین کی ادبی کاوشوں کا جائزہ لیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے نظیر ادبی (نظمی) شہ پاروں کا موازنہ کیا جائے گا تا کہ اس حقیقت پر سے پردہ اٹھایا جائے کہ ملہم من اللہ کا لدنّی علم سے سیراب کلام واقعی دوسرے شعراء کے کلام سے بہرصورت افضل وافصح ہوتا ہے۔

……………

مدیح نبوی اورزبان عربی

ڈاکٹرزکی مبارک مدیح نبوی کوایک فن قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ شاعری کی ایک ایسی صنف ہے کہ جس کوعلم تصوف نے فروغ بخشااور یہ جہاں خالص دینی مشاعراور محسوسات کوبیان کرنے کاایک ذریعہ ہے، وہاں ادب کا ایک نہائت بلندمرتبہ باب ہے کیونکہ نعت صرف صدق و اخلاص سے بھرے ہوئے اورعشق مصطفوی سے مملوّ صاحب عرفان ہی کے دل سے نکل سکتی ہے۔‘‘ (الدکتور زکی مبارک: المدائح النبویۃ فی الآدب العربی، منشورات المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت، الطبعۃ الآولی 1935، صفحہ:17)

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ فن نعت گوئی حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے ہی شروع ہوگیا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبلیغ و ارشاد، فتوحات اسلامیہ کا دخل بھی ہوگیا۔اس فن پر ایک ایسا دور بھی آیا جس میں تاریخی اعتبار سے اس میں کمی ہونا واقع ہوئی۔مگر ساتویں صدی ہجری میں مسلمان شعراء کے قصائد نے بالعموم اور امام بوصیری کے قصیدہ بردہ نے بالخصوص پذیرائی حاصل کی۔

آنحضرت ﷺ کی شان میں قصائد کے ماخذ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ کتب تفاسیر وسیَر بھی ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔ابتدائی کتب سیَر میں واقعات کواشعار میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ بہرحال اس میدان میں بنیادی ماخذ کتب تفاسیر کے علاوہ ابن ھشام کی "السیرۃ النبویۃ" ابن اسحق کی سیرت، صفی الرحمن کی "الرحیق المختوم" ، ابن حبان کی "السیرۃ النبویۃ" ابوالفرج عبدالرحمن الجوزی کی "الوفاء بأحوال المصطفی" قاضی عیاض کی "الشفابتعریف حقوق المصطفی" ، امام محمدالغزالی کی "فقہ السیرۃ" وغیرہ خاص مقام رکھتی ہیں۔آپ ﷺ کی پیدائش کے موقع پر حضرت عباس بن عبدالمطلب کے مندرجہ ذیل اشعار تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

وأنت لما ولدت أشرقت
الأرض وضاءت بنورك الأفق
فنحن فی ذلك الضیاء وفی
النور وسبل الرشاد نخترق

(الدکتور عباس الجراری: الآدب المغربی من خلال ظواہرہ وقضایاہ، مطبعۃ النجاح الجدیدۃ، الدار البیضاء، ط2، 1982م، صفحہ:142)

ترجمہ: یعنی اے نبی جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے نہ صرف زمین کواپنے نور سے بھر دیا بلکہ آفاق بھی آپ کے نور سے روشن ہوگئے۔اورہم نے اسی ضیائی ونور سے سیدھے راستوں کی طرف ہدایت پائی۔

اسی طرح آپ کی مدحت سرائی میں ابوطالب کے اشعار بھی تاریخ کے اوراق میں ملتے ہیں۔آپ ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ پہنچنے کے موقع پر مشہور زمانہ اشعار تاریخ اسلامی میں ہمیشہ کے لئے نقش ہوگئے۔

طَلَعَ الْبَدرُ عَلَیْنَامِنْ ثَنِیّاتِ الْوِدَاع
وَجَبَ الشّکرُ عَلَیْنا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاع

ترجمہ: ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوگیا۔ہم پر (خدا کا) شکر لازم ہے جب تک اللہ کوپکارنے (دعا کرنے) والا کوئی بھی اُسے پکارتا رہے۔(یعنی اس احسانِ عظیم پر واجب ہے کہ ہم ہمیشہ خدا کا شکرادا کرتے رہیں۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں قصیدہ گو شعراء میں حضرات حسّان بن ثابت، کعب بن مالک، عبداللہ بن رواحۃ، اسود بن سریع، عامر بن اکوع، عباس بن عبدالمطلب، نابغہ جعدی اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم وغیرہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

حضرت حسّان بن ثابت کے درج ذیل اشعار ایک غیرمعمولی عشق محمدی کے عکاس ہیں۔

کنت السواد لناظری
فعمی علیّ الناظر
فمن شاء بعدك فلیمت
فعلیك کنت احاذر

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔ آج آپ کی وفات سے یہ آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔اب آپ کے بعد جو چاہے مرے مجھے تو آپ کی وفات کا ڈر تھے۔

(www.aldiwan.net/poem21572.html)

آپؓ کے بہت سے اشعار ضرب المثل کی حیثیت اختیار کرگئے۔جن میں یہ بھی ہیں:

و احسن منك لم تر قطّ عینی
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مُبَرّأً مِنْ کُلِّ عیب
کانّك قد خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: اورآپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے آج تک نہیں دیکھا اورآپ سے زیادہ حسن وجمال کا پیکر کسی ماں نے نہیں جنا۔ یارسول اللہ آپ تمام عیوب سے منزہ و مبرّا پیدا ہوئے گویا آپ ویسے ہی تخلیق کئے گئے جیسا کہ آپ نے چاہا۔

(www.aldiwan.net/poem21530.html)

آپ ﷺ کی ولادت سے متعلق حضرت حسان بن ثابت کے مندرجہ ذیل اشعار ملتے ہیں:

یابکر آمنۃ المبارك بکرھا
ولدته محصنة بسعد الاسع
نورًا اضاء علی البریة کلھا
من یھد للنور المبارك یھتدی
متی یبدفی الداجی البھیم جبینه
یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

ترجمہ: اے آمنہ کے مبارک بیٹے! جو انتہائی پاکیزگی اورعفت کے ساتھ پیدا ہوا۔آپ ایسا نور تھے جو ساری مخلوق پر چھا گیا اور جسے اس مبارک نور کی پیروی نصیب ہوئی وہ ہدایت یافتہ ہوگیا۔ رات کی تاریکی میں حضور کی جبینِ اقدس اس طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے جیسے سیاہ اندھیرے میں روشن چراغ۔۔۔

حضرت کعبؓ بن زہیر کا قصیدہ لامیہ بہت خوبصورت کلام ہے۔جس کوسن کر حضور ﷺ نے ان کو اپنی چادر بطور انعام بخشی تھی۔ سو اس وجہ سے یہ قصیدہ،’’قصیدہ بردہ‘‘ کہلایا۔اس قصیدہ کے مطلع میں آپؓ فرماتے ہیں:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول
متیمٌ اثرھا لم یُفد مکبول

ترجمہ: سعاد نے داغ مفارقت دے دیا۔جس سے میرا دل اس کے جانے کے بعد پریشان اوراسیر ہے۔

=www.adab.com/modules.php?name)
(Sh3erWhat=shqas&qid=10880

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

وانّ الرسول لسیف یستضاء به
مھنّدمن سیوف الله مسلول

رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کی ایسی سونتی ہوئی تلوار ہیں جس سے (ہدایت) کی روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

=www.adab.com/modules.php?name)
(Sh3erWhat=shqas&qid=10880

آنحضرت ﷺ کے وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور اشعار ہیں

صُبّت علیّ مصائبٌ لو انّھا
صُبت علی الایّام صِرْن لیالیا

یارسول اللہ! آپ کے بعد مجھ پر ایسی مصیبتیں ٹوٹیں کہ اگر وہ کسی پہاڑ پر ٹوٹتیں تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتا۔

(www.shoaraa.com/poem-10701.html)

اُموی دور کے اہم شعراء میں سے ایک الفرزدق بھی ہیں جنہوں نے نعت کہی۔آپ کا قصیدہ میمیہ جو کہ آل بیت، اخلاق رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے فضائل کریمہ پر مشتمل ہے، تاریخ ادب عربی میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔اس کا مطلع کچھ یوں ہے۔

ھذاالذی تعرف البطحاء وطأته
والبیت یعرفه والحل والحرم

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کے چلنے کوبطحا، بیت اللہ حل اورحرم بھی جانتے ہیں۔

(=www.adab.com/modules.php?name)
(Sh3er&doWhat=shqas&qid=3664

اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہوگی کہ خلافت راشدہ کے بعد نعت گوئی میں ایک اہم موڑ یہ آیا کہ شیعہ وسنی شعراء میں ایک تقسیم نظر آنے لگی۔ان کے کلام میں ایک واضح فرق آ گیا۔شیعہ شعراء نے نعت میں اہل بیت کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کرنا شروع کیا جبکہ سُنّی العقیدہ شعراء نے خلفائے ثلاثہ کا تذکرہ نعت میں شامل کرلیا۔ چونکہ یہ مضمون خالص طور پرنعت گوئی کے ساتھ متعلق ہے اس لئے راقم ان وجوہات واسباب سے اغماض ہی برتے گا۔

عباسی شعراء میں الدیلمی نے کئی ایک قصائد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی صفات حمیدہ اوراہل بیت سے متعلق لکھے۔مگر امام بوصیری نے جو کہ ساتویں صدی ہجری کے اہم شعراء میں سے ایک ہیں، مدیح نبوی میں غیرمعمولی مقام پایا۔جب آپ نے یہ قصیدہ لکھا تو آپ کو خواب میں حضرت رسول کریمؐ کی زیارت نصیب ہوئی جس میں آنحضرتؐ نے آپ کوقصیدہ سننے کے بعد اپنی چادر بطور انعام بخشی، اس لئے حضرت کعب بن زہیر السلّمی کے قصیدہ کے بعد امام بوصیری کے قصیدہ کوبھی قصیدہ بردہ کہا جانے لگا، یہ قصیدہ میمیہ زبان زدعام ہے: مطلع میں آپ فرماتے ہیں:

أ من تذ کّر جیرانٍ بذی سلم
مزجْت دمًا جریٰ من مُقلةٍ بدم

ترجمہ: کیا تو نے مقام ذی سلم کے ہمسایوں کی یاد میں آنسوؤں کو (جوتیری آنکھوں میں ہیں) خون سے ملادیا۔

(www.aldiwan.net/poem18097.html)

آگے چل کر فرماتے ہیں:

کالزھر فی ترفٍ والبدر فی شرفٍ
والبحر فی کرمٍ والدھر فی ھمم

ترجمہ: حضور ﷺ تازگی میں کلی اور بزرگی میں چودھویں رات کے چانداور بخشش میں دریا اور ہمت میں زمانہ ہیں۔

(www.aldiwan.net/poem18097.html)

یا ربّ صلّ و سلّم دائماً ابداً
علی حبیبك خیر الخلق کلھم

ترجمہ: اے میرے رب حضور ﷺ پر جو کہ تیرے حبیب اورتمام مخلوقات سے برتر ہیں، تو ہمیشہ برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔

(www.aldiwan.net/poem18097.html)

اندلس کے شعرا کا بھی مدیح نبوی میں خاصا اونچا مقام ہے۔ مثلاً قاضی عیاض نے کافی تعداد میں مؤلفات اپنے پیچھے چھوڑیں اوران میں حضور اکرمؐ کی ذات مبارکہ سے متعلق قصائد بھی ہیں۔

اگر دورنھضہ کے عرب شعرا کو دیکھا جائے تو عربی زبان کے شیکسپئر، امیرالشعراء، احمدشوقی بھی اس میدان میں طبع آزمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اپنا ایک قصیدہ نہائت خوبصورت مطلع سے شروع کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

ولد الھدیٰ فالکائنات ضیاء
وفی فم الزمان تبسم وثناء

ترجمہ: آج کیا معجزہ ہوا کہ گویا ہدایت کا جنم ہوا، اورتمام کائنات سراپا روشنی ہوگئی اورآج تو زمانے کے منہ پرخوشگوار تبسم اورثنا خوانی ہے۔

(www.aldiwan.net/poem20977.html)

عربی زبان کے دورنھضہ میں مصر، شام، فلسطین، المغرب اورسوڈان وغیرہ کے شعراء نے بھی حضرت رسول کریم ﷺ کی شان میں قصائد کہے۔

کلاسیکی عربی ادب میں عربی قصائد کے لکھنے کا ایک

خاص طریق ہوا کرتا تھا۔ اس کے اجزائے ترکیبی ہوا کرتے تھے۔جن میں تشبیب، گریز، مدح، دعا تھے۔

قصیدہ کے پہلے شعر یعنی مطلع سے قصیدے کا پہلا جزء تشبیب شروع ہوتا تھا، اس میں شاعر اپنے محبوب کی بستی اور گزرے ہوئے اوقات کو یاد کیا کرتا تھا، اس کا ایک حصہ افتخار و امتنان پر مشتمل بھی ہوتا تھا۔ دوسرا جزء گریز کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنی تعریف سے ممدوح کی مدح کی طرف رجوع کرتا تھا۔ اس کے بعد با قاعدہ مدح شروع ہوا کرتی تھی۔ یہ حصہ قصیدہ کا طویل حصہ ہوا کرتا تھا۔ آخری حصہ میں شاعر مدح سے دعا کی طرف آتا۔ اپنی کم آئیگی کا بیان کرتے ہوئے ممدوح کی توجہ و التفات اپنی جانب کرنے کی کوشش کرتا۔ اور اپنی توقعات اس سے ظاہر کیا کرتا۔ پھر ممدوح کے لیے دعا پر قصیدہ ختم کر دیا جاتا۔

حضرت امام بوصیریؒ اور امیر الشعراء احمد الشوقی کی مدیح نبوی میں بھی تشبیب و گریز ملتے ہیں۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی منظوم کلام میں ان اجزائے ترکیبی کا تکلّف نہیں ملتا کیونکہ عربی زبان کا محاورہ ہے مَنۡ أَحَبَّ شَیۡئًا اَکۡثَرَ ذِکۡرَہٗ کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اس کا اتنا ہی کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے عربی نعتیہ منظوم کلام میں ہر نظم میں، ہر قصیدہ میں شروع میں یا تو حمد باری تعالیٰ ہے یا پھر آنحضرت صلوٰت اللہ علیہ والتسلیم کی بابرکت نعت ملتی ہے یا پھر قصیدہ شروع سے اختتام تک حضور اکرم ﷺ کے ذکر و توصیف سے مرصّع ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کی شاعری کا محور ہی حُبّ رسول ﷺ تھی۔

آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں عربی زبان میں پہلا منظوم کلام ایک قصیدہ نعتیہ کی صورت میں لکھا جو کہ ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' کے آخری حصہ میں موجود ہے۔ اس قصیدہ نونیہ (جو کہ بحر رجز میں ہے) میں حضور علیہ السلام بغیر تشبیب و گریز کے تکلّف کے حضور ﷺ کی توصیف سے اپنا قصیدہ شروع کرتے ہیں اور آخر تک یہ معارف کا بحرِ ذخار حضور ﷺ کی توصیف پر ہی مشتمل ہے۔

دورِ عباسی کے کئی ایک شعراء نے اور دور جدید کے کئی ایک نے ان امور کا التزام نہیں کیا۔ اسی طرح افریقہ کے مذہبی حلقوں کے ایک با اثر اور بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم جناب عبداللہ آدم الالوری نے اپنی کتاب مصباح الدراسات العربیۃ فی الدیار النیجیریۃ میں الشیخ یوسف البرناوی کا قصیدہ تحریر کیا ہے جو کہ تشبیب و گریز سے مبرّا ہے، اس کا مطلع کچھ یوں ہے:۔

صلی الالٰہ علی النبی الأبہج
ما صاب صیب کلّ غیم زعبج

ترجمہ: نبی وجیہ پر اللہ برکتیں بھیجتا ہے۔ بارش برسانے والے سفید بادل جب تک برسیں (یہ برکتیں آپ پر بھیجی جاتی رہیں گی)

(عبداللہ آدم الالوری: مصباح الدراسات العربیۃ فی الدیار النیجیریۃ، صفحہ 161، 162)

مذکور عالم (عبداللہ آدم الالوری) اسی کتاب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''و من القصائد المجہول قائلہا قصیدۃ (قبا) التی ھی أبلغ ما مدح بہ النبی بعد البردۃ''

یعنی مدیح النبوی پر مشتمل قصائد میں ایک قصیدہ ''قبا'' بھی ہے جس کے شاعر کا نام نامعلوم ہے۔ یہ قصیدہ، قصیدہ بردہ کے بعد بلیغ ترین قصیدہ ہے۔

(عبداللہ آدم الالوری: مصباح الدراسات العربیۃ فی الدیار النیجیریۃ، صفحہ 100)

یہ تو خیر ان کا اپنا خیال ہے۔ جب خاکسار نے اس قصیدہ کا مطالعہ کیا تو کسی قدر حیرانی بھی ہوئی کہ کس طرح علماء بعض اوقات اپنے خیالات میں ایک طرف جانبداری اور دوسری طرف مبالغہ آرائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس قصیدہ میں نہ ہی کوئی غیر معمولی معارف کا بیان ہے اور نہ ہی کوئی لفظی یا معنوی لطائف، بہر حال اس قصیدہ ''قبا'' کے مطلع کے ساتھ ایک دو اشعار پیش کرتا ہوں تا کہ قاری بھی اسی نتیجہ تک پہنچ سکے جس پر راقم پہنچا:

ھذا النبی الذی فی طیبۃ و قبا
لہ النبوۃ تاج و القرآن قبا
لو لاہ ما خلق الأفلاك صانعہا
و لا نار بہا نجما و لا ثقبا
أمّیٌّ علّمہ الباری و أدبہ
وعلم العالمین العلم و الادباء

ترجمہ: یہ زبردست نبی جو کہ طیبہ اور قبا کے علاقے میں جلوہ افروز ہوا۔ اس کے لئے قرآن اور نبوت کو تاج بنایا گیا۔ اگر اس کو خلق نہ کیا جاتا تو صانع قدرت نہ ہی زمین و آسمان کو تخلیق کرتا اور نہ ہی کوئی ستارہ چمکتا۔ وہ امّی تھا جس کی تعلیم و تادیب باری خدا نے کی اور اس نے پھر وہ لدنّی علم علماء و ادباء کو سکھایا۔

(عبداللہ آدم الالوری: مصباح الدراسات العربیۃ فی الدیار النیجیریۃ، صفحہ 101)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقی مدح (جس میں مدیح نبوی بھی شامل ہے) کا ایک اصل الاصول اپنی مایہ ناز کتاب براہین احمدیہ میں بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''اور اس بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر یک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات میں کی جائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے۔ اور وہ بھی محض خدائے تعالیٰ کے لطف اور احسان سے، نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے۔''

(روحانی خزائن۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن: جلد 1– براہینِ احمدیہ حصہ چہارم: صفحہ 158، 258)

یعنی حقیقی مدحت رسول وہی شخص کر سکتا ہے جو حضور ﷺ کی کامل متابعت کرتا ہے۔

اب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی نعتیہ قصائد میں سے کچھ کے اشعار پیش کرتا ہوں تا کہ یہ بات بپایہ ثبوت کو پہنچے کہ حضور علیہ السلام کا عربی نعتیہ منظوم کلام ایک دمکتے ہوئے سورج کی سی روشنی رکھتا ہے۔ اور حضور ﷺ کی کامل متابعت نے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں کیا عظیم الشان تغیر پیدا کیا جس سے باقی شعراء قاصر محض رہے۔

حضور علیہ السلام کے منظوم کلام کو پڑھتے ہوئے مندرجہ ذیل دس باتوں کو ملحوظ خاطر رکھیں:

☐ منظوم کلام میں یا تو حمد باری تعالیٰ ہو گی یا پھر حضرت رسول اللہ ﷺ کی توصیف و تعریف، نہ کہ کسی بادشاہ، حاکم یا سلطان کی مدح سرائی۔

☐ حضور علیہ السلام کے کلام میں آپ کا عظیم الشان مقصد اور مشن کی تکمیل کا ذریعہ صرف حبّ رسول ہی ہے۔

☐ حضور علیہ السلام کے کلام میں حُبّ رسول اور اس کے نتیجے میں ملنے والے انعامات کا جا بجا تذکرہ ملتا ہے۔

☐ عربی زبان میں قصائد جام و سبو اور زن و شباب کے تذکرہ کے بغیر مکمل متصور نہیں ہوتے تھے مگر آپ نے ہر موقع پر ان دو برائیوں کی بڑی شدّ و مد سے تنقیص کی اور بے نظیر منظوم کلام کہا۔

☐ آپ کے کلام میں استعارہ، تشبیہ، تلمیح کی جاوداں مثالیں اپنی مثال آپ ہیں۔

☐ آپ کے کلام میں آپ اپنی ذمہ داری بطور حَکم و عَدل خوب نبھاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

☐ آپ کے اشعار مضامین علم کلام، علم تاریخ، علم فلسفہ و منطق اور علم تصوف کے زیر اثر نہیں بلکہ ان پر حجت قائم کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

☐ آپ بسا اوقات ''اخذ'' کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ تضمینی مصرعہ ایسی خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں کہ مصرعہ اولیٰ بھی مصرعہ ثانیہ کی بلاغت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکتا ہوگا۔

☐ آپ کا کلام مفردات کے نیچے نہیں بلکہ آپ کے مفردات نادر درہ اور تراکیب حسنہ آپ کے آفاقی تخیلات اور نفس مضمون کے ماتحت ہوتے ہیں۔

☐ اجتماعی طور پر آپ کے کلام میں مفردات نادرہ، لفظی و معنوی اعتبار سے جمالیتِ کلمات اور سلیس مضمون کو بیان کرنا جیسی خصوصیات کا حامل حضور علیہ السلام کا نظمی و نثری کلام، تاریخ ادب عربی میں اپنی مثال آپ ہے۔

آئیے اب ان بے شمار اور لازوال قصائد میں سے کچھ پاکیزہ اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں:

وإن إمامی سید الرسل أحمدُ
رضیناہ متبوعاً وربّی ینظُرُ
ولا شك أن محمدا شمس الھدی
إلیہ رغِبۡنا مؤمنین فنشکرُ
لہ درجات فوق کل مدارجٍ
لہ لمعاتٌ لایلیہا تصوُّرُ
أَبَعۡدَ نبیِّ اللہ شیءٌ یرُوقنی
أبعدَ رسول اللہ وجہٌ مُنوَّرُ
علیك سلامُ اللہ یا مَرۡجَعَ الوری
لکل ظلامٍ نورُ وجھك نیِّرُ
ویحمدك اللہ الوحید وجندُہ
ویُثنی علیك الصبحُ إذ ھو یَجشُرُ
مدحتُ إمامَ الأنبیاء وإنہ
لأرفَعُ مِن مدحی و أعلی و أکبرُ

ترجمہ: اور یقیناً میرے راہنما تو تمام رسولوں کے سردار احمد ﷺ ہیں، اور ہم ان کو متبوع کی حیثیت سے ماننے پر خوش ہیں اور میرا رب دیکھ رہا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ (حضرت) محمدؐ ہدایت کے سورج ہیں۔ ہم اس (سورج) کی طرف مومن ہونے کی حالت میں بخوشی رغبت دکھاتے ہیں اور اس پر شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے درجات تمام درجوں کی نسبت بلند ہیں آپ ﷺ کی (ہدایت سے بھرپور) شعاعیں ایسی ہیں کہ جن کا احاطہ چشم تصور کر ہی نہیں سکتی۔ کیا اللہ کے نبی ﷺ کے بعد مجھے کوئی شئے پسند آ سکتی ہے؟ کیا حضرت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بھی کسی کا چہرہ مبارک منور ہے؟

اے تمام مخلوق کے مرجع! ہر اندھیرے کے لئے تیرے چہرہ کا نور ایک سورج کا حکم رکھتا ہے۔ یا رسول اللہ آپ کی حمد تو خدائے یگانہ اور اس کے لشکر بھی کرتے ہیں اور وہ صبح بھی جب پو پھوٹتی ہے۔ میں نے امام الانبیائ کی مدح کی ہے اور یقیناً آپ کی تعریف میری مدح سے کئی گنا بلند تر ہے۔

آپ اپنے شہرہ آفاق، معرکۃ الآراء قصیدہ ''یا عین فیض اللہ...'' میں آپ ﷺ کی مدح سرائی میں گویا ہیں:

یاعین فیض اللہ والعرفان
یسعی الیك الخلق کالظمآن
یا بحر فضل المنعم المنّان
تھوی إلیك الزّمر بالکیزان
یا شمس ملك الحسن والإحسان
نوّرت وجہ البرّ و العمران
قوم رأوك وأمّۃ قد أخبرت
من ذالك البدر الذی أصبانی
إنی أری فی وجھك المتہلل
شأنًا یفوقُ شمائل الانسان
یا لَلفتی ما حسنہ وجمالہ
ریّاہ یصبی القلب کالریحان
وجہ المہیمن ظاھرٌ فی وجھہ
وشؤنہ لمَعت بہذا الشان
فلذا یحبُّ ویستحقُّ جمالہ
شغفًا بہ من زمرۃ الأخدان
سُجح کریم باذل خلّ التقی
خرق و فاق طوائف الفتیان
فاق الوری بکمالہ وجمالہ
وجلالہ وجنانہ الریّان
لاشك أنّ محمّدًا خیرالوری
ریق الکرام ونخبۃ الاعیان
تمّت علیہ صفات کل مزیّۃ
خُتِمت بہ نعماء کل زمان
یا رب صل علی نبیك دائمًا
فی ھذہ الدنیا وبعث ثان
أنۡظر إلیَّ برحمۃ و تحنّن
یا سیدی أنا أحقر الغلمان
یا حِبِّ إنك قد دخلت محبۃً
فِی مُھۡجَتی ومدارکی وجنانی
من ذکر وجھك یا حدیقۃ بہجتی
لم أَخۡلُ فی لحظٍ و لا فی آن
جسمی یطیر الیك من شوق علا
یا لیت کانت قوۃ الطیران

ترجمہ: اے اللہ کے فیض اور عرفان کے چشمے! لوگ سخت پیاسوں کی طرح تیری طرف تیزی سے دوڑتے ہیں۔

اے منعم و منّان خدا کے فضل و احسان کے سمندر! لوگ گروہ در گروہ (اپنے) کوزے لئے دوڑتے ہوئے تیری طرف آ رہے ہیں۔

اے مملکتِ حسن و احسان کے دمکتے ہوئے سورج! تو نے بیابانوں اور آبادیوں کو یکدفعہ منوّر کر دیا۔

ایک قوم نے تجھے دیکھا اور امّت نے اس ماہ کامل کی خبر سنی جس نے مجھے اپنا مشتاق بنا دیا ہے۔

مَیں تیرے دمکتے ہوئے چہرے میں ایسی شان دیکھتا ہوں جو کہ جملہ انسانی شمائل پر فوقیت رکھتی ہے۔

کیسا مردِ کامل ہے اور اس کے حُسن و جمال کے کیا کہنے! جس کی خوشبو دل کو گلِ ریحان کی طرح اپنی جانب کھینچتی ہے۔

قائم شدہ
1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

مہیمن خدا کا چہرہ اس کے چہرے میں نظر آتا ہے اور اس کے تمام حالات اسی شان کے ساتھ چمکتے ہیں۔

اسی لئے تو اس سے ہر کوئی محبت کرتا ہے، اور اس کا جمال مستحق ہے کہ دوستوں کے گروہ کو چھوڑ کر اس سے دل لگایا جائے۔

وہ مردانہ وجاہت سے بھرپور خوبصورت چہرہ والا، کریم النفس، جواد، متقیوں کا دوست ہے، وسیع العطا اور سب مردوں پر فائق ہے۔

وہ سب مخلوق پر بوجہ اپنے کمال، جمال اور جلال کے اور اپنے شاداب دل کے ساتھ فائق ہے۔

بلا شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے بہتر ہیں، اور شرفاء کے لئے بھی صاحبِ جُود و کرم ہیں۔ اور آپ عظیم الشان لوگوں میں بھی افضلیت رکھتے ہیں۔

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ پر ختم ہو گئیں۔ اور آپؐ پر ہر زمانے کی نعمتیں ختم ہوگئی ہیں۔

اے میرے رب! اپنے نبی پر دائماً برکتیں بھیج۔ نہ صرف اس دنیا میں بلکہ دوسرے عالم میں بھی!

اے میرے آقا میں مظلوم و سوختہ دل کے ساتھ تیرے دروازے پر آیا ہوں۔ اور میری قوم نے مجھے کافر کہہ کر سخت تکلیف دی ہے۔

مجھ پر رحم اور شفقت کی نگاہ ڈال۔ اے میرے آقا میں تیرے تمام غلاموں میں سے حقیر ترین ہوں۔

اے میرے حبیب! تیری محبت میرے لہو، میرے حواس اور میرے دل میں رچ بس گئی ہے۔

اے میری خوشی کے باغ! میرا ایک لمحہ بھی تیرے منہ کے ذکر سے خالی نہیں رہتا،

میرا جسم بوجہ ایک عظیم الشان شوق کے تیری طرف اُڑا جاتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں قوتِ پرواز ہوتی!

(روحانی خزائن۔ کمپیوٹرائزڈ: جلد5– آئینہ کمالات اسلام: صفحہ 590 تا 595)

اسی قصیدہ کے متعلق ایک روایت میں حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ قصیدہ تصنیف فرما چکے تو آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا کہ یہ قصیدہ جنابِ الٰہی میں قبول ہو گیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا۔ اور اپنا قرب عطا کروں گا۔“ (شرح القصیدہ، صفحہ 1، 2)

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین رضی اللہ عنہ نے بھی اس مبارک قصیدہ سے متعلق روایت فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام قصیدہ ”یَاعَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ“ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اس کے حافظہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت دی جائے گی۔“

(شرح القصیدہ، صفحہ 1، 2)

حضور علیہ السلام اپنے ایک اور مدیح نبوی میں رقمطراز ہیں:

یا قلبی اذکر أحمدا
عینَ الهدیٰ مُفنی العدا
برًّا کریما مُحسنا
بحر العطایا والجدا
بدر منیر زاهرٌ
فی کل وصفٍ حُمِّدا
إحسانه یصبی القلوب
وحسنه یروی الصدیٰ
الظالمون بظلمهم
قد کذّبوه تمردًا
والحق لا یسَعُ الوریٰ
إنکاره لما بدا
اطلُبْ نظیرَ کماله
فستندمَنّ مُلَدَّدا
ما إن رأینا مثله
للنائمین مُسهِّدا
نور من الله الّذی
أحی العلومَ تجدُّدا
المصطفیٰ والمجتبیٰ
والمقتدیٰ والمجتدیٰ

ترجمہ: اے میرے دل! (حضرت) احمد (ﷺ) کو یاد کر جو ہدایت کا چشمہ ہے اور دشمنوں کو فنا کرنے والا ہے۔ وہ بیک وقت نیک، کریم الخصال، محسن، جود و عطاء کا ایک وسیع سمندر ہے۔ وہ چمکتا ہوا بدر منیر ہے اور اس کی تعریف ہر وصف (انسانی) میں کی گئی۔ اس کے احسانات دل کو اپنے طرف بآسانی مائل کر لیتے ہیں اور اس کا حسن پیاسوں کی پیاس مٹانے والا ہے۔

ظالموں نے اپنے ظلم و تعدی کے سبب اس کی تکذیب کی۔ جبکہ مخلوق (اس کی) سچائی ظاہر ہونے کے بعد اس کے انکار پر دم نہیں مار سکتی۔

تُو اس کے کمال کی کوئی مثال تو ڈھونڈ کے لا! عنقریب تو خجل و ندامت کا شکار ہوگا۔ ہم نے اس کے جیسا کوئی نہیں دیکھا جو سوتوں کو جگا کے رکھ دے۔ وہ تو اللہ کا نور ہے جس نے تمام علوم کی تجدید کی۔ وہ ہے اللہ کا چنیدہ و برگزیدہ، فیض رساں نبی متبوع ﷺ (روحانی خزائن۔ کمپیوٹرائزڈ: جلد7– کرامات الصادقین–: صفحہ 70)

آپ علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ اپنی بے نظیر محبت کا اظہار اپنے ایک قصیدہ میں کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

ووالله إنی قد تَبِعتُ محمدًا
وفی کل آن مِن سناه أُنوَّرُ
وفوَّضَنی ربی إلی روضِ فیضه
وإنی به أجنِی الجَنی وأُنَضَّرُ
ولِدِینه فی جَذْرِ قلبیَ لوعةٌ
وإن بیانی عن جنانیَ یُخبِرُ
ورثتُ علوم المصطفی فأخذتُها
وکیف أردّ عطاء ربی وأفجُرُ

ترجمہ: یقیناً میں نے محمد ﷺ کی مکمل اتباع کی ہے۔ اور ہر آن میں آپ کی روشنی سے منور ہو رہا ہوں۔ اور مجھے میرے رب نے آپ کے باغوں کے حوالے کیا ہے۔ اور میں ان باغوں سے پھل چنتا ہوں اور انہی سے تازگی حاصل کرتا ہوں۔ اور آپ ﷺ کے دین کے لئے میرے دل میں ایک سوز ہے۔ اور میرا بیان میرے دل کی بخوبی عکاسی کر رہا ہے۔ مصطفوی علوم مجھے ورثہ میں ملے ہیں اور میں نے ان کو مکمل طور پر اخذ کیا ہے۔ اور میں کیسے اپنے ربّ کی عطا کو ردّ کر کے اس کو جھٹلانے والا بن سکتا ہوں۔؟ (روحانی خزائن۔ کمپیوٹرائزڈ: جلد7– حمامۃ البشریٰ: صفحہ 332)

مندرجہ بالا مثالیں حضور علیہ السلام کے کُل عربی منظوم کلام کا عشر عشیر بھی نہیں مگر ان میں جو مدیح نبوی کا عظیم معیار دیکھنے کو ملا ٹھیک وہی معیار باقی سب قصائد میں بھی روز روشن کی طرح نظر آتا ہے۔ جن دس خصوصیات کا خاکسار نے اوپر ذکر کیا ہے وہ نہائت شاندار طور پر ان اشعار اور باقی اشعار و قصائد میں ملتی ہیں۔

یہاں ضمناً یہ بات بھی بیان کرتا چلوں کہ بعض غیر احمدی علما سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں رائے رکھتے ہیں کہ:

”تمام عمر میں صرف ایک یہ قصیدہ لکھا اور وہ بھی بحر طویل میں جو سہل ترین بحور سے ہے۔ اس کے علاوہ دو چار قصیدے دس بیس شعر کے اور بھی ہیں۔“ (ردّ قادیانیت رسائل، احتساب قادیانیت جلد 59 صفحہ 108)

اس جگہ اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اگر مولوی صاحب اپنی جہالت کی گرد سے اَٹی ہوئی اور تعصب کی عینک اتار کر سچائی کا دامن پکڑ کر تحقیق کر لیتے تو یہ بات ہرگز نہ کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صرف عربی قصائد کی تعداد پچاس سے اوپر ہے۔ جن میں اشعار کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق 3331 ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریباً تمام بحور میں ہی بے نظیر کلام کہا ہے۔

مولوی صاحب کی اس کھلی دریدہ دہنی اور بے سر و پا ”تحقیق“ کے برعکس عمومی طور پر پاک و ہند کے علماء کے نزدیک برصغیر پاک و ہند کے شعراء نے عربی نعت کے میدان میں کم ہی کلام کہا۔ اس کے مقابل پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی نعتیہ منظوم ایک بحر ذخار کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ جس میں روحانی جواہرات تو ہیں ہی اس کے ساتھ ساتھ اس کلام کی خاطر خواہ عددی حیثیت بھی ایک معنیٰ رکھتی ہے۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ تعصب کی عینک اتار کر مکمل منصف مزاجی کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

جب حضور علیہ السلام نے اپنی پہلی عربی تصنیف تحریر فرمائی تو اس کے آخری حصہ میں ایک قصیدہ تحریر فرمایا (جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے) جب یہ تصنیف عرب ممالک میں پہنچی تو عرب دنیا پر آپ کا غیر معمولی اثر ہوا، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

”(ایک فاضل عرب کی اس عاجز کی کتاب آئینہ کمالات اسلام اور تبلیغ کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت پر گواہی جو ایک بلدہ عظیمہ میں تعلیم ادب وغیرہ کے مدرس ہیں)

اخی مکرم مولوی حافظ محمد یعقوب صاحب سلمہ ڈیرہ دون سے لکھتے ہیں کہ میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ آپ امام زمانہ ہیں مؤید من اللہ ہیں علماء کو اللہ تعالیٰ نے ضرور آپ کا شکار بنایا ہے یا غلام۔ آپ کا مخالف کبھی کامیاب نہ ہوگا مجھے اللہ تعالیٰ آپ کے خادموں میں زندہ رکھے اور اسی میں مارے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر ایک عرب عالم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہیں شامی ہیں۔ سید ہیں۔ بڑے ادیب ہیں ہزاروں اشعار عرب عاربہ کے حفظ ہیں ان سے آپ کے بارے میں گفتگو ہوئی وہ عالم متبحر اور میں عامی محض مگر توفی کے معنے میں کچھ بَن نہ پڑا۔ آپ کی عبارت آئینہ کمالات اسلام جو عربی ہے ان کو دکھائی گئی۔ کہا واللہ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا ہندوستانی کو تو کیا طاقت ہے۔ قصیدہ نعتیہ دکھایا پڑھ کر رو دیا اور کہا خدا کی قسم میں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا اور ہندیوں کا تو کیا ذکر ہے مگر ان اشعار کو حفظ کروں گا۔ اور کہا واللہ جو شخص اس سے بہتر عبارت کا دعویٰ کرے چاہے عرب ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ملعون مسیلمہ کذّاب ہے۔ تمّ کلامہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ کلام ربّانی اور تائید سبحانی کا اعجاز ہے آدمی کا کام نہیں۔ میں نے حضرت کو اپنی جان اور اپنی اہل اور اولاد میں مالک کر دیا۔“

(روحانی خزائن۔ کمپیوٹرائزڈ: جلد6– سچّائی کا اِظہار: صفحہ 7675,)

(باقی آئندہ)

بقیہ: رمضان المبارک 2018ء کے دوران جماعت احمدیہ سرینام کی مساعی...از صفحہ 20

(Santokhi) پانچ رکنی وفد کے ہمراہ افطار میں شرکت کے لئے مسجد آئے۔ اور گفتگو کے دوران جماعت سے اپنے مضبوط تعلقات کا ذکر کیا۔

امسال رؤیت ہلال، روزے کی اہمیت، فضیلت، برکات، روزے کے مسائل، سفر اور روزہ، روزہ رکھنے کی عمر، تلاوت قرآن مجید کی اہمیت و برکات، اعتکاف کی اہمیت و فضیلت، لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کی تلاش کی سعی، صدقۃ الفطر کی اہمیت اور ادائیگی کا طریق، مسجد کا احترام، عیدالفطر اور سنت رسول ﷺ، ایسے موضوعات پر کل 67 پروگرام پیش کئے گئے، جن پر 16 گھنٹے 45 منٹ وقت صرف ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی تعداد میں اہل سرینام مسلم اور غیر مسلم افراد نے ہمارے پروگرام دیکھے، اور ان کے معیار کی تعریف کی۔ متعدد افراد نے موبائل فون پر مبارکباد کے پیغامات بھجوائے۔ حسب روایت تمام پروگرامز کا خرچ افراد جماعت کی ڈونیشن سے پورا کیا گیا، اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ممبران نے اس مقصد کے لئے بھرپور جذبے کے ساتھ قربانی کی۔

عید سے ایک ہفتہ قبل اشیاء خورونوش کے 15 پیکٹ غیر از جماعت مستحقین اور ضرورتمند افراد جماعت میں تقسیم کئے گئے، اور جماعت کے کچھ بچوں کے لئے کپڑوں کا انتظام کیا گیا۔

14 جون کو اجتماعی وقار عمل کا اہتمام کیا گیا۔ مسجد اور آس پاس کی جگہوں کی صفائی کی گئی اور نماز عید کے لئے اضافی جگہ تیار کی گئی۔

15 جون 2018ء بروز جمعۃ المبارک ملک میں عیدالفطر منائی گئی، نماز عید میں حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے 220 سے زائد تھی۔

ایمرانڈین گاؤں ”ماہو“ کا بھی ایک وفد نماز عید میں شمولیت کے آیا، اور نماز جمعہ کے بعد واپس گیا۔

حالات حاضرہ کے معروف پروگرام Prime Alert کی ٹیم نماز عید سے قبل مسجد پہنچ گئی۔ نماز عید اور دوسری سرگرمیوں کی ریکارڈنگ کی اور اسی شام آٹھ بجے نصف گھنٹے سے زائد کا پروگرام ٹی وی پر نشر ہوا۔

قارئین الفضل کی خدمت میں جماعت سرینام کے نفوس واموال میں برکت کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

☆...☆...☆

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

قبول احمدیت کا صبر آزما روحانی سفر اور اس کے شیریں ثمرات

(ڈاکٹر زیتون قاضی۔سوئٹزرلینڈ)

میری یہ گزارشات تین حصّوں پر مشتمل ہیں۔

(1) احمدیت سے تعارف اور قبول احمدیت سے قبل کے مختصر حالات

(2) قبول احمدیت کے بعد مخالفت ۔۔۔اور

(3) احمدیت کے طفیل اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تذکرہ

میں ایک مڈل کلاس گھرانے میں پیدا ہوئی۔میمن طبقہ انتہائی مذہبی اور کٹّر سنّی گھرانہ! میمن قوم عمومی طور پر نماز، روزہ اور ارکانِ اسلام کی بیحد پابند ہوتی ہے۔ساتھ ہی تمام دیگر رسومات پر بھی عمل کرتی ہے (جواب مجھے بدعتیں اور فضولیات لگتی ہیں۔اس وقت بڑے شوق اور جذبہ کے ساتھ کی جاتی تھیں۔) مثلاً مزاروں پر جانا، منّتیں ماننا ،فوتگی کے بعد سوئم، دسواں، چالیسواں اور ختمِ قرآن، میلا دالنبی وغیرہ۔ہم جماعت اہلسنت اور پیری مریدی اور مرشد کے قائل، مولانا شاہ احمد نورانی کے پیروکار تھے۔ہم آٹھ بہن بھائی اور ایک کمانے والا فرد، یعنی میرے والد صاحب۔لہذا ابتدائی تعلیم ایک معمولی سے سرکاری اسکول میں حاصل کی۔ جہاں کوئی کرسی، بینچ یا ڈیسک نہیں تھے۔ پہلی تین کلاسوں میں کھلے آسمان تلے سردی و گرمی میں زمین پر ٹاٹ پر بیٹھتے تھے۔ کوئی لنچ یا جیب خرچ نہیں ہوتا تھا۔ دو پیسہ کا مکئی کا سٹہ (Corn) کھا کر اور عام ٹینکی کا پانی پی کر خوش باش رہتی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صبرو حوصلہ کے ساتھ اچھی ذہانت سے بھی نوازا تھا۔تیسری کلاس سے ہی سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔پھر ایک داخلہ کا امتحان دینے کے بعد ایک بڑی سی چھلانگ لگا کر ایک اور سرکاری اسکول میں پانچویں کلاس میں داخل ہوگئی جہاں پہلی مرتبہ کرسی ڈیسک پر بیٹھنے میں بڑی خوشی محسوس ہوئی۔ پھر رفتہ رفتہ ہر تعلیمی مرحلے پر خدا تعالیٰ نے مختلف وظیفوں کے ذریعہ مدد کی۔ یہاں تک کہ میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم کے دوران بورڈ اور یونیورسٹی میں پوزیشن آنے پر کئی مرتبہ بیک وقت دو دو اور تین تین وظیفوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اور اس طرح باری تعالیٰ نے مجھ ناچیز کو اپنے والدین کے کندھوں پر بوجھ نہیں بننے دیا بلکہ ایک دو مرتبہ گھریلو امور میں مالی امداد کی بھی توفیق پائی۔الحمدللہ!

میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد گھریلو حالات کے پیشِ نظر کئی سال لگاتار دن رات سخت محنت کی۔ ماں اور بچہ کی صحت کے شعبہ میں مزید اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی خواہش کے تحت دن میں بائیس بائیس گھنٹے مختلف ہسپتالوں میں کام کیا۔صرف دو گھنٹے گھر میں گزرتے تھے۔ دن میں صبح سے شام تک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی جستجو میں جناح ہسپتال کراچی کے بچوں کے شعبہء Institute of Child Health میں کام کیا تو گھریلو معاشی حالات کی وجہ سے روزی کمانے کے لئے پرائیوٹ ہسپتالوں میں ایمرجینسی میڈیکل و سرجیکل آفیسر کے طور پر متواتر راتوں کو ڈیوٹی کر کے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ تقریباً چار سال سے زیادہ اسی جدو جہد میں لگ گئے۔

اس تمام عرصہ میں احمدیت کے ذکر یا نام سے واقفیت تک نہیں تھی۔البتہ قادیانیت کے خلاف کافی کچھ اخبار، ٹی وی اور گھر والوں سے سنتے تھے ۔ اور حقیقتاً ہمارے ذہن بھی اسی طرح سوچتے تھے۔ میں نے بھی وہی کچھ سمجھا جو لوگوں سے اور پیری مریدی کے ضمن میں سنا۔ مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر شائد کچھ اور ہی تھی۔ جناح ہسپتال کراچی میں اعلیٰ تعلیم کے دوران ہمارے گروپ میں شامل ہونے والے ایک نئے انٹرن، ڈاکٹر شمیم قاضی سے رابطہ ہوا جو بذاتِ خود 1974ء کے فسادات کے ظلم وستم سے گزرنے کی وجہ سے مذہب سے کافی دل برداشتہ تھا۔ اس احمدی انٹرن کے علاوہ ہمارے گروپ میں تمام لڑکے اور لڑکیاں سنی عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے سوائے ایک کرسچین ڈاکٹر کے۔ لہذا بعض مرتبہ اچھی خاصی بحث چھڑ جاتی تھی۔ میں اپنے مضبوط سنی عقیدہ اور جماعت اہلِ سنت کی سرگرم کارکن ہونے کی بناء پر بحث میں پیش پیش ہونے کے علاوہ کئی دفعہ سخت باتیں بھی کر جاتی تھی۔اب اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت لاعلمی کی بناء پر کیسی غلطیاں کرتی تھی۔ خدا کی قدرت کے نتیجہ میں ہم دونوں ایک ہی پروفیشن ہونے کی وجہ سے رفتہ رفتہ کچھ عرصہ میں ہمارے گھر آنا جانا ہوگیا۔لیکن احمدیت کی وجہ سے میرے گھر والوں خاص طور پر امی اور بہن بھائیوں کی مخالفت اور نفرت میں کمی نہیں آئی، بلکہ اس میں مزید شدت آ گئی۔ ساتھ ہی مجھ پر سخت پابندی بھی لگ گئی کہ میں زیادہ میل جول اور بات چیت نہ رکھوں۔میرے فون کے استعمال اور ہسپتال آنے جانے پر بھی کڑی نظر رکھنی شروع ہوگئی۔اس نفرت اور پابندیوں کی شدت اس وقت اپنی انتہا کو پہنچی جب 1982ء کے شروع میں قاضی صاحب کے گھر والوں نے رشتہ بھیجا۔ میری رضامندی دیکھ کر گھر میں میرے حالات انتہائی تکلیف دہ ہوگئے۔ایک بھائی چھری لے کر پیچھے آیا تو دوسرے نے گولی مارنے کی دھمکی دی۔وجہ یہ تھی کہ ایک کافر سے شادی ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ تاہم معاشی حالات کی بناء پر میری دونوں ملازمتیں جاری رکھنے دی گئیں کیونکہ دو تین پوسٹ گریجویشن کرنے کی وجہ سے میری تنخواہ اچھی خاصی تھی اور اپنا چائلڈ اسپیشلسٹ کا ذاتی کلینک بھی ٹھیک چلتا تھا۔ البتہ اکثر مجھے گھر میں کھانا میسّر نہیں ہوتا تھا۔لہذا بازار کے برگر، ٹوسٹ یا پھر ہسپتالوں کے کھانے پر گزارا ہوتا تھا۔میرے ابّا جان ان تمام حالات سے قطعاً لاعلم تھے۔ اسی طرح ملک سے باہر میرے دو بھائیوں کو بھی مصلحتاً میرے حالات اور اس رشتہ سے بے خبر رکھا گیا تھا۔

کچھ عرصہ بعد ابّا جان نے میری کمی محسوس کرتے ہوئے گھر والوں سے میرے متعلق دریافت کیا تو شروع میں ٹال مٹول کی گئی اور بعد میں انہیں سخت جواب دیا گیا کہ ایک کافر سے دوستی کی بناء پر مجھ سے بات چیت اور ساتھ میں کھانا پینا مناسب نہیں۔ ابّا جان اس بات کے قطعاً قائل نہیں تھے اور پوری حقیقت جاننے کے لئے انہوں نے کسی طرح مجھ سے ہسپتال میں جہاں میں دن کے وقت کام کرتی تھی، رابطہ کیا۔ تمام حالات اور گھر والوں کا میرے ساتھ روّیہ سن کر انہیں بیحد تکلیف ہوئی اور وہ بیساختہ رو پڑے۔ چونکہ ابّا جان کی ڈاکٹر قاضی سے کچھ شناسائی سی ہوگئی تھی، اس لئے انہیں اس رشتہ پر کوئی اعتراض نہیں تھا جس کی اصل وجہ انکے خیال میں ان کا اہلِ کتاب ہونا اور اچھے اخلاق تھے۔ مگر ابّا جان گھر میں چونکہ فطرتی طور پر نسبتاً خاموش طبع کمزور انسان تھے، لہذا میری طرفداری اور اس رشتہ کی حمایت کرنے کی وجہ سے ان پر بھی کافی سختیاں شروع ہوگئیں اور کھانے پینے کے معاملے میں بھی انہیں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ہم باپ بیٹی اس بات سے قطعاً لاعلم تھے کہ میرے گھر والوں نے میرا اور ابّا جان کا تعاقب کرنا شروع کیا ہوا تھا۔ ان حالات کے پیشِ نظر ابّا جان نے امریکہ اور کینیڈا میں مقیم بھائیوں کو تفصیلی صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ ان کی رضامندی اور مشورہ سے ہسپتال میں ہمارے قریبی دوستوں سے اور پھر قاضی صاحب اور ان کے گھر والوں سے رابطہ کیا۔ اور توکل علی اللہ کے ساتھ نتائج سے بے پرواہ ہو کر یہ رشتہ قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ابّا جان کو اس بات پر گھر میں سخت زبانی اور جسمانی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ بھائیوں کے ہاتھ ان کے گلے تک جا پہنچے۔ بڑی مشکل سے پڑوسیوں کی مدد سے انہوں نے جان بچائی۔ اگلے دن یعنی 9 ستمبر 1982ء کو ابّا جان نے مجھے ہسپتال میں پیغام بھجوایا کہ بھائیوں نے مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دی ہے لہذا میرا گھر آنا خطرہ سے خالی نہیں۔ ساتھ ہی مجھے تاکید کی کہ میں اس علاقہ سے بھی دور رہوں۔ اسی اثناء میں انہوں نے قاضی صاحب سے اسلام آباد میں، جہاں وہ ملازم تھے، رابطہ کیا اور کراچی میں چند عزیز دوستوں کو مطلع کیا۔ حالات کے پیشِ نظر قاضی صاحب اگلے ہی روز 10 ستمبر کو کراچی پہنچے اور پھر ان سب کی مدد سے والد صاحب کی سرپرستی میں اگلے دن 11 ستمبر 1982ء کو نہایت سادگی کے ساتھ کُل دس لوگوں کی موجودگی میں شادی ہوئی اور اس سے اگلے روز اسلام آباد روانگی ہوئی۔ مجھے اپنے والد صاحب کی سخت فکر تھی جنہوں نے میری خاطر اپنی جان اور زندگی داؤ پر لگا دی تھی۔ اس دن کے بعد میں اپنے گھر کبھی دوبارہ نہیں جاسکی۔ البتہ اب بھی جب کراچی جاتی ہوں تو گھر کی بلڈنگ کے پاس اور ارد گرد کی گلیوں سے ضرور گزرتی ہوں۔

اسلام آباد آ کر ہر وقت ڈر لگا رہتا تھا کہ کوئی پیچھا کر رہا ہے یا کہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ بہر حال وقت گزرتا رہا۔ ہسپتال کے ڈاکٹرز ہوسٹل کے ایک مختصر کمرے میں قیام تھا جس کا باتھ روم مزید چار مرد ڈاکٹرز بھی استعمال کرتے تھے۔ ڈاکٹر میس کے مینیجر مجھ سے شاید بے روزگار اور غریب جان کر کھانا کھانے کے لئے آدھا خرچہ یعنی 200 روپے لیتے تھے۔ تاہم کھانے میں کبھی بوٹی ملتی تھی اور کبھی آلو۔ شوربہ اور دال اتنی پتلی کہ کہنی تک آتی تھی۔ مگر کبھی کسی سے شکوہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان کہ اس نے قناعت پسندی اور حوصلہ بھی بخشا تھا۔

چونکہ گھر سے تو میں کچھ خاص کپڑے نہیں لاسکی تھی اور نہ ہی میرے پاس قمیض کی سلائی کے لئے 15 روپے دینے کی گنجائش تھی۔ حالانکہ کپڑوں کی سلائی اچھی خاصی آتی تھی۔ اس لئے پھر سلائی کی مشین قسطوں میں خریدنی پڑی ۔ جبکہ کراچی میں شادی سے پہلے میں ہزاروں روپے کماتی تھی۔ مزید آزمائش کہ کراچی سے اسلام آباد آ کر سردی بھی کافی لگتی تھی مگر لحاف سلوانے کے لئے کم از کم 50 روپے درکار تھے جو ہمیں میسر نہیں تھے۔ دل تو بہت خفا ہوا مگر کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ لہذا 6 روپے 4 آنے کا سوئی دھاگہ اور انگشتانے خرید کر ہم دونوں میاں بیوی نے ملکر پورے ایک دن میں لحاف کی سلائی مکمل کی۔ تاہم تنگی ترشی کے باوجود اللہ کے فضل سے ہمت و حوصلہ برقرار تھا۔ جو مل گیا اس پر شکر کیا اور جو چھن گیا تھا اس پر افسوس نہ کیا۔ اپنی خواہشوں کو کبھی اپنے قدموں سے آگے نہ نکلنے دیا۔

قاضی صاحب صبح صبح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات، سوال و جواب اور دیگر تقاریر کی آڈیو کیسٹس لگا لیتے تھے کہ کسی طرح میرے کانوں میں احمدیت کی آواز اور تعلیم پہنچے۔ شروع میں تو یہ بات مجھے ناگوار لگتی تھی اور ان سے بحث بھی کرتی تھی کہ یہ تو آپ کے عقیدہ کی تعلیم ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کی عادی ہوگئی۔ پھر مقامی مربیٔ سلسلہ محترم اخلاق انجم صاحب اور قاضی صاحب کے احمدی رشتہ داروں سے بھی رابطہ ہوا۔ اسی دوران اللہ کے فضل سے مجھے وزارتِ صحت میں بطورِ افسر، سرکاری ملازمت بھی مل گئی۔

اب اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں! چند ماہ بعد دسمبر 1982ء میں مجھے اپنے ایک سرکاری دورہ پر کراچی جانا ہوا ۔گھر کے دروازے تو میرے لئے بالکل ہی بند تھے اور جان کو بھی خطرہ تھا۔ تاہم سڑک سے گزرتے ہوئے گھر کی بلڈنگ پر نظر دوڑائی کہ شائد چھوٹی بہن کھڑکی میں نظر آجائے یا ماں ہی سڑک پر مل جائے اور انکی ممتا جاگ اٹھے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ جن دوست احباب نے مشکل حالات میں میری اور میرے والد صاحب کی پرخلوص مدد کی تھی، ان سے اور انکے گھر والوں سے ملاقات ہوئی۔ بات چیت کے دوران احمدی عقائد پر بھی گفتگو ہوئی۔ گو کہ یہ سب لوگ بذاتِ خود قادیانیت کے حامی نہیں تھے مگر مجھے مشورہ دیا کہ چونکہ اب تمہاری شادی ایک قادیانی سے ہو گئی ہے تو تمہیں ربوہ جا کر ان کا جلسہ دیکھنا چاہئے کہ اصل میں یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ میاں کا صحیح مسلک کیا ہے؟

تاہم بعض نے کہا کہ نہیں نہیں ربوہ بالکل نہیں جانا۔ اس کے متعلق سوچنا بھی نہیں! یہ لوگ ملتے ہی جادو کر دیتے ہیں۔ جبکہ آپا بی اور ان کی بہنوں کا خیال تھا کہ جانے میں کوئی ہرج نہیں۔ بہر حال میں نے جلسہ پر ربوہ جانے کا فیصلہ کرلیا۔ اسلام آباد واپس آ کر قاضی صاحب کو جب یہ فیصلہ سنایا تو انہیں انتہائی حیرت کے ساتھ بہت خوشی بھی ہوئی۔ دراصل قاضی صاحب خود بھی اس ضمن میں میرے لئے بہت دعائیں کرتے تھے اور خلیفۂ وقت، مفتیٔ سلسلہ محترم ملک سیف الرحمن صاحب مرحوم اور دیگر بزرگانِ جماعت کو بھی دعاؤں کے لئے خط لکھتے رہتے تھے۔

بہر حال، گونا گوں خیالات اور ذہنی وساوس کے ساتھ دسمبر 1982ء کے جلسہ سالانہ کے لئے زندگی میں پہلی مرتبہ ربوہ کا سفر اختیار کیا۔ ہر چیز، ہر جگہ اور ہر ایک کو انتہائی غور وخوض سے دیکھتی رہی۔ ساتھ ہی تنقید کا پہلو بھی دامنگیر تھا۔ جنت دوزخ اَور حَوریں تلاش کیں مگر سیاہ لبادے (برقعہ) میں ملبوس تیز رفتار پیدل چلتی خواتین نظر آئیں اور پھر باقاعدہ منظم پلاننگ کے تحت ایک صاف ستھرا قبرستان (بہشتی مقبرہ) دیکھا۔ جلسہ گاہ میں خاص طور پر کیفیت ہی کچھ اور تھی۔ جلسہ کے انتظامات، شامل خواتین اور کارروائی کو تنقیدی نظروں اور خیالات سے جانچنا اور پرکھنا چاہا۔ ہر ایک چیز کا بخوبی جائزہ لیا۔ جلسہ کا پہلا دن خیر وخوبی گزر گیا مگر اپنی نمازیں مَیں نے علیحدہ پڑھیں، یہاں تک کہ مسجد مبارک میں بھی عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا نہیں کی۔

جلسہ کے دوسرے دن خدا کی تقدیر میرے لئے کچھ اَور ہی رنگ لے کر آئی۔ شاید خدا تعالیٰ نے اس دن میری کایا پلٹنے اور ذہنی کشمکش اور گرہیں کھولنے کا خاص انتظام کیا ہوا تھا۔ سیرت النبی ﷺ اور اسوۂ حسنہ پر مشتمل تین تقاریر نے میرے دل و دماغ کے غبار اور پردے ہٹکے

بعد دیگرے ہٹانے شروع کئے اور خاتم النبیینؐ کے ضمن میں حائل خدشات دور کرنے میں اہم کردار ادا کئے۔ پہلی تقریر محترم حافظ مظفر احمد صاحب کی بعنوان ''رسولِ کریم ﷺ کا حسنِ سلوک فتح مکّہ کے موقع پر'' تھی۔ دوسری تقریر محترم غلام باری سیف صاحب مرحوم کی ''رسولِ کریم ﷺ کا حسنِ خلق اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ'' اور تیسری تقریر محترم دوست محمد شاہد صاحب مرحوم کی تھی جس کا عنوان یاد نہیں رہا۔ ان تقاریر کی خاص اور مشترکہ بات رسولِ کریم ﷺ کا نام نہایت عزت واحترام اور تکریم سے لینا اور ہر بار آپؐ کے نام کے ساتھ مختصر درود شریف پڑھنا تھا۔ اس قدر محبت اور عشقِ رسولِ کے نمونہ نے میرے ذہن اور سنّی عقیدہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا کہ ہم تو خواہ مخواہ ہی اسلام اور نبی کریم ﷺ کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ ختمِ قرآن اور میلادالنبیؐ کے نام پر کھڑے ہو کر یا نبی السلام وعلیک پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ بہت بڑا تیر مار لیا اور محبتِ رسولؐ کا حق ادا کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطابات بھی انتہائی اثر انگیز اور روح پرور تھے۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ نتیجتاً ان تقاریر کے بعد میں تمام نمازیں با جماعت ادا کرتی رہی اور مسجد مبارک میں نماز تہجد میں بھی شامل ہوتی رہی۔

جلسہ سے واپسی کے چند دن بعد اللہ تعالیٰ سے مزید رہنمائی کے لئے دعائیں شروع کیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا بیان فرمودہ مسنون استخارہ متواتر 15 دن تک کیا۔ پہلے روز ہی سے نیک خوابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی خواب آتا رہا۔ تمام خوابوں کا ذکر اس وقت ممکن نہیں۔ لہٰذا مختصراً چند ایک کا ذکر خلیفۂ وقت کی جواباً تعبیر کے ساتھ کرتی ہوں۔

پہلے ہی دن ٹھیک ٹھاک قسم کا ایک زلزلہ محسوس ہوا۔ چونکہ ان دنوں ہم کسمپرسی کی حالت میں ڈاکٹرز ہوسٹل کے ایک مختصر کمرے میں بے سروسامانی کے عالم میں مقیم تھے۔ گھر سے تو میں خالی ہاتھ ہی آئی تھی، اس لئے پیسہ پیسہ جوڑ کر ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں خرید کر پلنگ کے نیچے ہی رکھ دیتے تھے۔ لہٰذا الماری اور بستر کے نیچے موجود سامان کی زوردار آوازیں آنے لگیں۔ صبح اٹھنے پر پتہ چلا کہ دراصل رات کوئی زلزلہ نہیں آیا تھا۔ بقول قاضی صاحب کے اللہ میاں تمہارے دل و دماغ کو جھنجھوڑنے کے لئے تمہارے اندر زلزلہ پیدا کر رہا ہے۔ جبکہ حضورِ انور کی تعبیر تھی کہ ''زلزلہ تبدیلی اور انقلاب کی نشانی ہے۔ اور انبیاء کی بعثت کو بھی زلزلہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ غالباً خواب والے زلزلہ سے مراد آپ کی زندگی میں کوئی عظیم انقلاب ہے''۔

اگلی رات سردی کی وجہ سے چونکہ لحاف لیا ہوا تھا۔ رات میں سوتے جاگتے کی کیفیت میں بار بار لحاف کے اندر چاندنی جیسی دودھیا روشنی نظر آتی رہی جو چاروں طرف پھیل جاتی تھی۔ یہ کیفیت رات بھر جاری رہی۔ آنکھ کھلنے پر لحاف کے باہر اندھیرا ہوتا تھا اور مزے کی بات یہ تھی کہ جیسے ہی دوبارہ آنکھ لگتی، خواب کا سلسلہ دوبارہ وہیں سے شروع ہوتا جہاں سے ٹوٹتا تھا۔ حضورِ انور نے جواباً تحریر فرمایا ''آپ کے گردوپیش کا ماحول تاریک ہے لیکن آپکے گھر میں بفضل اللہ تعالیٰ روشنی ہے۔ یہ بہت مبارک خواب ہے جو روشنی اللہ تعالیٰ نے شمیم صاحب کو عطا فرمائی ہے انشاء اللہ آپ کو بھی نصیب ہوگی اور اسے دیکھنے کی بصیرت عطا ہوگی''۔

ایک دن ہمارے بہترین غیر از جماعت شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی دوست اور ایک میری اپنی ساتھی دوست جن سے جماعت اور عقائدِ احمدیت کے متعلق اکثر گفتگو ہوتی رہتی تھی، الگ الگ خوابوں میں کچھ اس طرح نظر آئے کہ شیعہ خاوند کا سیدھا ہاتھ بیچ درمیان میں سے اس قدر گہرا کٹا ہوا ہے کہ صرف کھال سے جڑا ہوا ہے اور اندر کا گوشت نظر آ رہا ہے، مگر خون کا ذرّہ تک کہیں نظر نہیں آتا اور گوشت پیلا پرانا سا بے جان زخمی کٹاؤ لگتا ہے۔ جبکہ دوسرے خواب میں میری ہسپتال کی ساتھی دوست اور ہم لوگ علیحدہ علیحدہ گاڑیوں میں سفر کر رہے ہوتے ہیں کہ اچانک سڑک ختم ہو جانے کی وجہ سے اسکی گاڑی نیچے گر جاتی ہے جبکہ ہماری گاڑی تقریباً 30-20 میٹر پہلے خود بخود سکون کے ساتھ رک جاتی ہے۔ اس ضمن میں حضورِ انور کے جواب کا مختصراً خلاصہ عرض کرتی ہوں۔ ''خوابیں مبارک بھی ہیں اور ایک ہلکا سا انذار کا سایہ بھی ان پر ہے۔ دائیں ہاتھ کا زخم مذہبی نقصان کی علامت ہے۔ خاوند کے حق سے انحراف کی ذمہ دار انکی بیگم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بیگم کے خیالات اور رجحانات سے آپ کو بفضلہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا لیکن ان کے خاوند کو زخم لگ جائے گا۔ خون کا جاری نہ ہونا بھی روحانی زخم کی دلالت کرتا ہے نہ کہ مادی زخم۔ خوشخبری کا پہلو اس میں یہ ہے گو بظاہر سرِ دست آپ کے مذہبی رجحانات کی باگ ڈور آپ کے غیر احمدی عزیزوں کے ہاتھ میں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے بداثرات سے محفوظ فرمائے گا''۔

غرض یہ کہ مسلسل خواب آتے رہے۔ میں حضور کو ہر خواب لکھتی رہی اور جواب بھی موصول ہوتے رہے۔ آخری دو خوابوں کا ذکر بہت اہم ہے۔ میں اپنے دونوں بڑے بھائیوں، ایک کینیڈا والے بھائی جن کے ساتھ میری بہت اچھی دوستی ہے اور وہی اس رشتہ پر رضامند بھی تھے اور دوسرے بھائی جو چھری لے کر میرے پیچھے آئے تھے، ان دونوں کے ساتھ ایک دیہاتی گھر کے برآمدے میں باتیں کر رہی ہوتی ہوں۔ ساتھ ہی ایک تین چار سیٹوں والا صوفہ نما جھولا ہے جو عموماً ہمارے میمن لوگوں کے گھروں میں ہوتا ہے۔ سامنے ایک بڑا سا صحن ہے۔ اس سے آگے گھر کی حدود کے باہر دور ایک مٹیالا سا پہاڑ ہے جو زیادہ اونچا نہیں۔ پہاڑ اور گھر کے درمیان ایک وسیع میدان ہے جو مٹی اور گھاس سے پُر ہے مگر اس کا زیادہ تر حصّہ میدانی سا ہے۔ ہم برآمدے کے کنارے کھڑے ہوئے باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ اچانک تیز بارش شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پہاڑ کی جانب سے بارش ایک منظم لڑیوں اور قطار کی صورت میں چلتی ہوئی ہمارے پاؤں تک آتی ہے۔ اور ہر قطار میں خوبصورت رنگوں والے بڑے بڑے تازہ ناریل اور انناس کی طرح کے پھل اور پھول سرسبز پودوں سمیت بار بار ہمارے پاس آ کر رک جاتے ہیں۔ پھر ایک نئی کھیپ اسی طرح قطار کی صورت میں بار بار چلی آتی ہے۔ یہ سارا نظارہ انتہائی خوبصورت، روح پرور اور دل و دماغ کے لئے باعثِ تسکین ہوتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کو اس طرف متوجہ کرتی ہوں کہ دیکھو خدا تعالیٰ کی کیا شان اور قدرت ہے کہ اس قدر خوبصورت نعمتیں وہ ہمیں دے رہا ہے۔ دراصل بھائیوں کو یہ سارا منظر نظر نہیں آ رہا ہوتا۔ بھائی جان مجھے کہنے لگے کہ تو تو جھلّی ہو گئی ہے۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ لگتا ہے تم دن میں بھی خواب دیکھنے لگی ہو۔ میں ان سے بحث کرتی ہوں کہ مجھے لگتا ہے تمہاری نظر مزید کمزور ہو گئی ہے اور تمہیں صحیح نظر نہیں آ رہا۔ اس لئے تمہیں اپنی نظر دوبارہ چیک کرانی چاہئے۔ خواب میں دکھائی گئی جگہ اور ماحول سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ربوہ کا ہی کوئی گھر ہے۔

آخری خواب میں دیکھا کہ میں نے ''الیس اللّٰہ بکاف عبدہ'' کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، حالانکہ ان دنوں 15 دن کا دورانیہ مکمل ہونے کی وجہ سے میں نے استخارہ چھوڑ دیا ہوا تھا۔

یہ خوابیں بھی مَیں نے حضورِ انور کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیں۔ جواباً حضورِ انور رحمہ اللہ نے 3 اپریل 1984 کو میرے تین خوابوں کے ضمن میں ساڑھے چار صفحوں کا خط اپنی تحریر میں بھیجا جس میں ہر بات کا اچھی طرح analysis کیا گیا تھا۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے حضور نے باقی باتیں آخری صفحے پر حاشیوں میں تحریر کی تھیں۔ حضورِ انور کے جواب کا مختصراً خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

''بارش والی خواب تو بہت ہی واضح اور مبارک ہے۔ آسمان سے پانی اترنا آسمانی ہدایت کا نشان ہے اور ویسے ہی اللہ کے فضل و رحمت پر دلالت بھی کرتا ہے۔ یعنی عام دنیاوی طور پر بارش اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت نازل ہونے کی علامت ہے۔ لیکن آپ کی رویا میں جو پھول اور پھل دکھائے گئے ہیں وہ یقینا دنیاوی نہیں بلکہ روحانی ہیں ورنہ آپ کے ساتھیوں کو بھی ضرور دکھائی دیتے۔ بالکل واضح اور غیر مبہم پیغام ہے کہ آسمانی بارش کے نتیجہ میں جو روحانی پھل پھول عطاء ہوتے ہیں اللہ کی رحمت کی لہریں ان کو آپ کی طرف بھیج رہی ہیں۔ چاہیں تو قبول کر لیں چاہیں تو نہ کریں۔ ناریل ایک ایسا پھل ہے جو بہار و خزاں سے بے نیاز ہر موسم میں لگتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی شجرہ طیبہّ کی یہ خاصیت بیان فرمائی کہ وہ ہر موسم میں پھل دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں:

''بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
کھلے ہیں پھول میرے گلستان میں''

دوسرے انگوٹھی والے خواب کے ضمن میں حضورِ انور نے محبت بھری دعاؤں کے بعد فرمایا ''الیس اللّٰہ'' والی خواب میں تو آپ کو خبر دی گئی ہے کہ اب کسی سے ڈرنا نہیں۔ خدا تعالیٰ ہی آپ کے لئے کافی ہوگا''۔

ان سب باتوں کے علاوہ سب سے اہم دل کو کھینچنے والی عبارت ''اللہ کی رحمت کی لہریں ان کو آپ کی طرف بھیج رہی ہیں۔ چاہیں تو قبول کر لیں چاہیں تو نہ کریں'' نے مجھے میرا فیصلہ حق سنا دیا۔ چونکہ انہی دنوں ہم نے میرے اباجان کو سخت بیماری کے عالم میں اپنے پاس اسلام آباد بلا لیا تھا کہ کراچی میں گھر میں ان کا کوئی پُرسانِ حال نہیں تھا نہ ہی کھانے پینے کا کوئی خیال کرتا تھا۔ ڈاکٹری معائنہ سے پتہ چلا کہ انہیں پھیپھڑوں کا کینسر ہے جو پورے جسم میں پھیل چکا تھا۔ اباجان ہمارے ساتھ ہی ایک چھوٹے سے فلیٹ میں مقیم تھے جس کے ایک کمرے میں شام کو میں کلینک کرتی تھی اور دوسرا بیڈروم کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ میں نے استخارہ اور اپنے تمام خوابوں کے متعلق اباجان کو بتا دیا تھا۔ جب حضور کا یہ خط آیا، اس وقت میں کلینک میں مریض دیکھ رہی تھی۔ دوسرے کمرے میں قاضی صاحب کے رشتہ کے دو ماموں، جنہیں ہم بھائی اور بھائی جان بلاتے تھے اور ان سے بہت پیار کا تعلق تھا، اباجان سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ جیسے ہی میں نے حضور کے خط کے آخری الفاظ ''اللہ کی رحمت کی لہریں ان کو آپ کی طرف بھیج رہی ہیں۔ چاہیں تو قبول کر لیں چاہیں تو نہ کریں'' پڑھے، فوراً ہی دوسرے کمرے میں جا کر بھائی جان سے بیعت فارم طلب کیا۔ وہ دونوں کافی حیران ہوئے اور مجھے مزید سوچنے کا مشورہ دیا۔ میں نے جب حضور کا خط دکھایا تو ہم سب باجماعت مل کر رونے لگے۔ ساتھ ہی اباجان بھی شامل ہو کر کہنے لگے کہ جب میں نے ایک احمدی سے تمہاری شادی کر دی تھی تو تمہارے بیعت کرنے پر مجھے بھلا کیوں کوئی اعتراض ہوگا بلکہ خوشی ہے کہ اب تم دونوں ایک ہی عقیدہ پر ہو۔ قاضی صاحب خود اس وقت ایک اور جگہ کلینک میں کام کی وجہ سے گھر پر موجود نہیں تھے۔ مگر فون پر اطلاع ملتے ہی فوراً گھر آ گئے اور سب نے خدا کے حضور شکر ادا کیا۔

یہ دن 7 اپریل 1984 میرے لئے انتہائی اہم ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے نیک ہدایت اور صحیح رہنمائی عطا کی اور منکرین میں ہونے سے بچا لیا۔ اسی وقت بیعت فارم حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ چونکہ انہی دنوں حضورِ انور اسلام آباد دورہ پر تشریف لانے والے تھے۔ جو آپ کی پاکستان سے ہجرت سے قبل آخری دورہ تھا، لہٰذا خط میں حضورِ انور کو اپنے گھر مدعو بھی کیا اور اباجان سے ملاقات کی درخواست کی۔ جواباً آپ نے لکھا کہ ''بیعت سے بہت خوشی ہوئی جس کا میں آپ کی خوابوں کے بعد طبعی طور پر منتظر تھا''۔ ساتھ ہی ڈھیر ساری دعائیں دیں اور دعوت کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''انشاء اللہ وقت ملا تو آپ کے گھر حاضر ہوں گا اور آپ کے والد صاحب سے بھی ملوں گا''۔

اباجان بھی خطبات اور تقاریر کی آڈیو کیسٹ بڑے شوق اور دلچسپی سنتے تھے۔ ایک طرف کی کیسٹ مکمل ہونے کے بعد فوراً آواز دیتے کہ کیسٹ ختم ہو گئی ہے اسے دوسری طرف لگاؤ۔ جب ہم جمعہ پڑھ کر آتے تو تفصیل جاننے کیلئے فوراً پوچھتے کہ آج امام صاحب نے خطبہ جمعہ میں کیا ارشاد فرمایا؟ اباجان کی بیماری کی وجہ سے میرے بڑے بھائی اپنی فیملی سمیت کینیڈا سے آئے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ ہی اس چھوٹے سے فلیٹ میں مقیم تھے۔

ان دنوں محترم شیخ عبدالوہاب صاحب امیرِ جماعت اسلام آباد تھے اور مسز ڈاکٹر خیر البشر صدر لجنہ۔ حضورؒ کے اسلام آباد دورہ پر تشریف لانے پر میری پہلی ملاقات بیت الذکر اسلام آباد میں ہوئی۔ مجھے حضور نے خصوصی طور پر آگے بلوایا اور میں سب سے آگے حضور کی کرسی کے پاس بیٹھی تھی۔ وہیں انہوں نے مجھ سے میرا اور اباجان کا حال احوال پوچھا اور سر پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرا۔ چند دن بعد، 20 اپریل 1984 کو رات تقریباً 21:30 بجے امیر صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ حضور ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ ہمارا چھوٹا سا فلیٹ اسلام آباد کی جناح سپر مارکیٹ میں تھا جو اس وقت زیرِ تعمیر تھی اور پہنچنے کا راستہ بھی پتھریلا سا تھا۔ لہٰذا پبلک چھل پہل کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ وقت طے کیا گیا تھا۔ اب تو یہ ایک بڑا فیشن ایبل علاقہ اور ایک Posh جگہ بن گئی ہے۔ حضور کی

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

آمد کا سن کر گھر میں سب کو بے انتہا خوشی ہوئی اور بے چینی سے انتظار ہونے لگا۔ تقریباً رات 22:00 بجے کے قریب حضور کا قافلہ پہنچا۔ سیکیورٹی عملہ نے اندر باہر اپنی پوزیشنز سنبھال لیں اور حضور انور مع امیر صاحب اور میاں لقمان صاحب تشریف لائے۔ ابّا جان سے مصافحہ کرتے ہوئے ان کی طبیعت کے بارے میں پوچھا۔ بھائی جان اور ان کی فیملی سے ملے۔ ابّا جان نے حضور کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اس دوران میں نے Japanese قہوہ تیار کیا تھا جو آپ نے پسند فرمایا۔ بعد ازاں حضور نے دعا کرائی اور بیس پچیس منٹ بعد ہمارے غریب خانہ کی عزت افزائی کے بعد روانہ ہو گئے۔

آپ کی آمد اور روانگی کا منظر بہت ہی بارعب اور منظم تھا۔ ایک ساتھ تمام گاڑیوں کے دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر پڑوسیوں کو کچھ سمجھ نہ آئی۔ اگلے دن شام کو ایک مریض کلینک میں آیا تو مجھ سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحبہ! آپ نے کچھ سنا! کل رات یہاں ایک عجیب سی واردات ہوئی۔ میرے پوچھنے پر بتایا کہ یہاں مرزائی لوگ چند گاڑیوں میں آئے تھے اور ان کے کچھ ساتھی بلڈنگ کے پاس بندوقیں لئے کھڑے تھے۔ پتہ نہیں کہاں اور کیا کرنے آئے تھے۔ انہیں یہ جان کر سخت حیرت ہوئی کہ وہ لوگ میرے گھر آئے تھے۔ کہنے لگے قاضی صاحب کا تو ہمیں علم ہے مگر آپ تو مرزائی نہیں ہیں۔ میرا اثبت جواب سن کر اپنا ماتھا پیٹنے لگے کہ ڈاکٹر صاحبہ یہ آپ نے کیا کرلیا! کیوں اپنے آپ کو آگ میں جھونک دیا! میں نے تسلی دی کہ ہوسکتا ہے اسی میں اللہ کی بہتری ہو اور شائد اسی وجہ سے وہ مجھے آگ سے بچالے۔

ملک میں جماعتی حالات کی سنگینی کے پیشِ نظر، حضورِ انور نے اپنا دورہ مختصر کردیا اور اگلی ہی صبح اسلام آباد سے واپس ربوہ تشریف لے گئے اور جلد ہی اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر آپ نے سفرِ ہجرت اختیار کیا جس کی تفصیل جاننے کے لئے Iain Adamson کی کتاب A MAN Of GOD کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

اب ہم دوسرے موڑ پر آتے ہیں۔ 26 اپریل 1984ء کو جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء کے تحت آرڈیننس جاری کیا اور پاکستان پینل کوڈ دفعہ 298-B کے تحت احمدیوں پر مزید پابندیاں لگ گئیں۔ گویا کہ ان کے خیال میں تابوت میں آخری کیلیں ٹھونک دی گئیں۔ امیر صاحب نے اگلے روز فون پر میری خیریت دریافت کرتے ہوئے کہا ''ڈاکٹر صاحبہ! آپ گھبرا تو نہیں گئیں کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑنے لگے'' مجھے بیعت کئے چند ہی دن ہوئے تھے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ ''امیر صاحب! جب اوکھلی میں سر دے دیا ہے تو پھر موصلی سے کیا ڈرنا''۔ یہ سن کر انہیں اطمینان اور خوشی ہوئی۔ انہی دنوں ہم دونوں میاں بیوی نے اللہ کے فضل و کرم سے وصیت کرنے کی توفیق پائی، الحمدللہ!

قاضی صاحب کے کچھ غیر احمدی رشتہ دار میری بیعت سے خوش نہیں تھے۔ اعتراض کا کوئی موقع نہ چھوڑتے۔ اپنے گھر والے تو ویسے ہی ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ ساتھ ہی ابّا جان کی حالت بگڑتی گئی۔ ہسپتال داخل کیا جہاں دن بھر میں، اور رات قاضی صاحب ابّا جان کی خدمت کرتے تھے۔ قاضی صاحب اور ان کی خدمت کے جذبہ سے ابّا جان بہت خوش تھے کہ میری شادی کے متعلق انہوں نے درست فیصلہ کیا تھا۔ مگر ساتھ ہی کافی افسردہ بھی تھے کہ ان کے 8 بیٹے بیٹیوں میں سے اس وقت میرے سوا کوئی بھی ان کے پاس نہیں۔ اس حالت میں بھی ابّا جان حضورِ انور اور احمدیت کی باتیں شوق سے پوچھتے اور سنتے تھے۔ وہی دو رشتہ کے ماموؤں کے سامنے ابا جان ہاتھ میں بیعت فارم لئے بار بار دستخط کی کوشش کرتے رہے۔ مگر کینسر کے پورے جسم میں پھیل جانے کی وجہ سے نہ ان کے کام کرتے تھے اور نہ ہی انگلیوں نے ساتھ دیا اور صرف ٹیڑھی میڑھی لائنیں ہی لگ پائیں۔ پھر قضائے الٰہی سے 20 مئی 1984ء کو ابّا جان مجھے اللہ کے حوالے کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ میرا دنیا میں واحد سہارا تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے پاس اپنی جگہ میسر نہ ہونے کے باعث ان کے جنازہ کا انتظام قاضی صاحب کے غیر احمدی تایا جان کی طرف ہوا اور غیر احمدیوں نے ہی جنازہ پڑھا۔ گو کہ کچھ احمدی احباب اور لجنہ بھی موجود تھیں۔ حضورِ انور کو جب یہ اطلاع پہنچی تو آپ نے امیر اسلام آباد سے استفسار کرتے ہوئے فرمایا کہ ''جماعت میں ان کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا گیا؟ وہ شخص تو ایک احمدی تھا، میں خود ان سے مل کر آیا ہوں''۔ ساتھ ہی آپ نے جنازہ غائب پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اس طرح کچھ دنوں بعد بیت الذکر اسلام آباد میں نمازِ جمعہ کے بعد ابا جان کا غائبانہ جنازہ پڑھ کر ہمیں بھی کافی تسلّی ہوئی۔

رفتہ رفتہ وقت کے ساتھ حالات بدلتے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ میری لجنہ کی ذمہ داریاں بڑھتی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اولاد سے نوازا۔ اگست 1985 میں معجزانہ طور پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوا کہ بیعت کے ایک ہی سال بعد دونوں میاں بیوی کو لنڈن یونیورسٹی London School of Hygiene and Tropical Medicine میں بیک وقت اپنے اپنے شعبہ میں MSc. کی اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف ملے۔ مجھے British Council اور قاضی صاحب کو United Nation University کی طرف سے یہ اعزاز ملا۔ ہماری بیٹی باسمہ اس وقت سات ماہ کی تھی اس کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے British Council کے ڈائریکٹر نے بفضلِ خدا خصوصی طور پر اجازت دی تھی۔ حالانکہ ان کے قانون کے تحت عام طور پر اسکی اجازت نہیں ہوتی، مگر اللہ تعالیٰ کے محض خاص فضل و کرم سے میری درخواست خصوصی طور پر منظور کرلی گئی۔

اب خلیفۂ وقت کی شفقت اور محبت ملاحظہ کریں۔ British Counci کی شرط کے مطابق مجھے ایک ماہ قبل بغیر بچی کو ساتھ لئے اکیلے اسکاٹ لینڈ جا کر انگریزی زبان میں مزید مہارت حاصل کرنے کے لئے ایک ماہ تک کام کرنا تھا۔ لہٰذا میں نے ایک ماہ قبل سفر اختیار کیا۔ میری لندن روانگی کی اطلاع امیر صاحب نے حضور کے آفس بھجوا دی تھی۔ لندن ایئر پورٹ پر حضورِ انور کی ہدائت پر مقامی جماعت، گرین فورڈ کے صدر صاحب مجھے لینے آئے ہوئے تھے۔ میں بمثل کنویں کا مینڈک، پہلی مرتبہ پاکستان سے باہر نکلی تھی۔ اس لئے کوئی خاص اندازہ بھی نہیں تھا۔ لہٰذا لندن ائرپورٹ پر اپنے نام کی announcement بھی سن نہ سکی۔ سامان کے ساتھ جب money exchange کے کاؤنٹر پہنچی تو ایک معتبر، مدبر اور بزرگ نما صاحب مجھے کالی چادر میں دیکھ کر جس کا انہیں پہلے سے امیر صاحب کے ذریعہ علم تھا، نزدیک آئے۔ نام وغیرہ پوچھ کر کہا کہ انہیں حضورِ انور نے مجھے لینے کے لئے بھیجا ہے اور ہدائت کی ہے کہ ملاقات کے لئے سیدھا آپ کو انکے پاس لے آؤں اور ہوٹل وغیرہ پہنچانے میں مدد کروں۔ یقین مانیے کہ مجھے یہ جان کر اس قدر خوشی ہوئی اور میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں کہ خلیفہ وقت نے گرمیوں کے دنوں میں دوپہر چار بجے کے قریب، جبکہ آرام کا وقت ہوتا ہے، مجھ ناچیز کو خصوصی ملاقات کا شرف عنایت کیا ہے۔ بہت ہی اعلیٰ اور روح پرور ملاقات رہی۔ اگلے دو دنوں میں بھی جماعت کا خصوصی تعاون رہا۔ اس کے بعد میں ایک ماہ کے لئے ایڈنبرا، اسکاٹ لینڈ روانہ ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور امام مسجد فضل لندن، عطاء المجیب راشد صاحب کے تعاون سے، لندن میں ایک سال قیام کے لئے ایک احمدی فیملی کے ساتھ کرائے پر رہنے کا انتظام ہو گیا تھا۔ یہ جگہ مسجد فضل سے بیس پچیس منٹ کے پیدل فاصلہ پر تھی۔ ہماری دعا اور خواہش یہی تھی کہ گھر مسجد قریب ہوتا کہ شام کو مجلسِ عرفان میں شامل ہوسکیں۔ تاہم یونیورسٹی ہمیں کافی دور پڑتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری بیٹی باسمہ کے لئے بھی Baby sitter کا اچھا انتظام ایک احمدی خاتون (نانو) کے روپ میں گھر کے نزدیک ہی کر دیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں ہمیں خلافت کے سایہ تلے ہر جماعتی پروگرام اور جمعہ کی نمازیں بھر پور شمولیت کی توفیق ملتی رہی اور اس کے بہترین اثرات سے بچی کی تربیت میں بھی مدد ملی۔

پاکستان واپس آ کر سرکاری نوکری اور پریکٹس جاری رہی۔ بفضلہِ خدا، رہنے کے لئے مجھے ایک بڑا سرکاری مکان بھی الاٹ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ جماعت اور لجنہ کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ ساتھ ہی فضل عمر ہسپتال میں بطور چائلڈ اسپیشلسٹ وقفِ عارضی، اور ضلعی سطح پر میڈیکل کیمپ کی صورت میں اللہ تعالیٰ خدمتِ خلق کی توفیق سے نوازتا رہا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر نے جماعت کے لئے ایک سنٹر کی صورت اختیار کرلی تھی۔ اور حلقہ اور قیادت کے کئی پروگرام کرنے کی سعادت بھی ملتی رہی۔ چونکہ میرا کلینک گھر میں ہی تھا، لہٰذا کئی مرتبہ شام کو مریض بھی اجلاس یا جلسہ سیرت النبی وغیرہ میں شامل ہو جاتے تھے۔

خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت میری سب سے چھوٹی بہن کلثوم بانو، جو مجھے بہت عزیز تھی، اب بھی ہے، اسے میرے دو بھائی ہمارے گھر اسلام آباد لے آئے۔ گھر والوں کو کچھ شک تھا کہ ہم دو بہنوں کا اب بھی آپس میں رابطہ ہے اس لئے اس کو بھی گھر میں تنگ کیا جاتا تھا۔ بھائی تو چند دن بعد بہن کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ہم نے بہن کی آگے تعلیم اور رہن سہن کی ذمہ داری اٹھالی۔ اس نے ہمارے گھر کا ماحول، آنا جانا اور گھر میں جماعتی پروگرامز اور سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے احمدیہ لٹریچر بھی بغور پڑھنا شروع کردیا تھا، خاص طور پر الفضل اور تشحیذ الاذہان رسالہ وغیرہ۔ کچھ سوالات جو ہم سے نہیں کر پاتی تھی، اس کے لئے وہ مربی سلسلہ حسین احمد صاحب یا پھر ہمارے عزیز احمدی بہن بھائی سے رابطہ کرلیتی تھی۔ ایک دن صبح ناشتہ کے وقت اچانک کچن میں آئی اور کتاب ''سلسلہ عالیہ احمدیہ'' کے ایک صفحہ کی عبارت پر انگلی رکھتے ہوئے کہا ''قاضی بھائی میں بیعت کے لئے تیار ہوں کہ اس عبارت کے مطابق میرے اس فیصلہ کا ذمہ دار اللہ ہے اور مجھ پر اس کا کوئی وبال نہیں ہوگا''۔ اس طرح کچھ سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اسے بھی احمدیت، یعنی حقیقی اسلام اور سچائی پانے کی توفیق عطا کی۔ بقول اس کے، قاضی صاحب کے اخلاق اور اخلاص نے اسے بہت متاثر کیا تھا جبکہ بہن ہونے کے ناطے سے میں نے تو اس کا خیال رکھنا ہی تھا۔ اس طرح آٹھ بہن بھائیوں میں سے ہم دو بہنوں نے خوش قسمتی سے احمدیت کا ثمر پایا۔ کلثوم بانو بھی بفضلہٖ تعالیٰ موصیہ ہیں اور ربوہ میں واقفِ زندگی کے طور پر نصرت جہاں اکیڈمی میں ٹیچر ہیں۔ ان کی موصیہ بیٹی بارعہ مناہل بھی وہیں اکیڈمی میں ٹیچنگ کرتی تھی اور اب چند روز پہلے جرمنی آ گئی ہے۔

1983ء میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک اور انعام سے نوازا۔ اور مجھے UN کی طرف سے امریکہ کی School of Public Health Boston University, میں MPH کورس کے لئے فیلوشپ ملی۔ واپس آ کر اگلے گریڈ میں ترقی بھی ہو گئی۔

اس عرصہ میں گھر والوں سے معمولی سا رابطہ استوار ہوا۔ کلثوم بانو کی شادی پر تین بہن بھائی شامل ہوئے تھے اور ربوہ بھی گئے تھے۔ دارالضیافت میں رات ٹھہرے اور ربوہ کی سیر بھی کی بشمول بہشتی مقبرہ کے۔ مگر امی اور دو بہن بھائی بدستور اپنی ضد اور سخت رویّہ پر قائم رہے۔

اسکے بعد کچھ سرکاری دھچکے بھی لگے جو کہ ایک طرح سے خدا تعالیٰ کی آزمائش اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے ثمرات کی نشاندہی کی طرف اشارہ تھا۔ قاضی صاحب کو تو (WHO/UN) عالمی ادارہِ صحت نے ستمبر 1997ء میں جنیوا میں کام کے سلسلے میں بلا لیا تھا۔ جبکہ میں مرکزی حکومت کے سرکاری ہسپتال اور مرکزی وزارت میں بطور اعلیٰ افسر تعینات تھی۔ جب میں نے سرکار سے دوسری مرتبہ یعنی 1999ء میں جنیوا آنے کے لئے ایک ماہ کی چھٹی مانگی تو اربابِ اختیار نے صاف انکار کردیا اور مجھ پر تبلیغ کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ آپ اپنے ہیڈ کوارٹر ہدایات لینے جاتی ہیں اور وہاں سے واپس آ کر یہاں تبلیغ کرتی ہیں۔ چند دنوں بعد دھمکی دی کہ آپ لاڑکانہ سندھ ٹرانسفر ہو جائیں۔ حالانکہ میں 20 گریڈ کی اعلیٰ پوسٹ پر ڈائریکٹر جنرل ٹیکنیکل کے طور پر کام کر رہی تھی اور میرے اکاؤنٹ میں بیشمار چھٹیاں تنخواہ سمیت موجود تھیں۔ مگر سرکار کی ایک ہی ضد تھی جس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں تھا۔ ایک دن آپریشن تھیٹر میں سرجری کرتے وقت جب میرے خلاف چارج شیٹ ایشو کرنے اور مجھے جیل بھیجنے کی دھمکی ملی تو اندازہ ہوا کہ اب معاملہ بہت ہی گڑ بڑ اور سنگین ہو گیا ہے اور یہ لوگ قاضی صاحب کے ملک میں نہ ہونے کی وجہ سے جان بوجھ کر مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ لہٰذا فوراً ہی امیر صاحب اسلام آباد سے مشورہ کیا اور بیٹی باسمہ کو قاضی صاحب کے پاس جنیوا بھیج دیا کیونکہ اس کی موجودگی کی وجہ سے خطرہ کے ساتھ ساتھ ذمہ داری بھی کافی تھی۔ باسمہ کو بحفاظت اپنے والد کے پاس بھیج کر میں پھر کچھ نڈر سی بھی ہو گئی تھی کہ اب ان لوگوں سے صحیح طور پر بحث کرسکتی ہوں۔

ہماری منسٹری میں متعین جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والا ایک منافق قسم کا افسر تھا جو بظاہر تو نماز کا پابند تھا مگر جائے نماز سے اٹھ کر سیدھا بے دھڑک جھوٹ، مکاّری اور عیاّری سے بات کرتا تھا جس پر میری اس کے ساتھ قول و فعل کے تضاد اور منافقت پر کافی بحث بھی ہوا کرتی تھی۔ حالانکہ ہم دونوں ہی 20 گریڈ کے افسر تھے مگر اس کے پاس ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری تھی اور ڈاکٹر ہونے کی نسبت Technical اور Medical شعبۂ جات میرے ذمہ تھے۔

بعد ازاں معاہدہ کے تحت میری تبدیلی لاڑکانہ کردی گئی جہاں دو تین ہفتہ گزارنے کے بعد بالآخر میں پانچ سال کی چھٹی بلا تنخواہ حاصل کرنے میں کامیاب

ہوگئی۔ تاہم میرے پیچھے سرکار نے گھر پر قبضہ کر کے سارا سامان باہر سڑک پر پھینک دیا حالانکہ گھر میں ایک احمدی خاندان رہائش پذیر تھا۔ بہر حال یہ سب دنیاوی اموال تھے جس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ جنیوا آ کر خدا تعالیٰ نے بے انتہا دینی اور دنیاوی فضلوں سے نوزا۔ مجھے بھی رفتہ رفتہ WHO اور UN میں کام مل گیا۔ کئی ملکوں اور آفت زدہ علاقوں میں بطور اعلیٰ افسر کام اور خدمتِ خلق کا موقع ملا اور ساتھ ہی عزت بھی کمائی۔ بیٹی نے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی، دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے دین ودنیا کی حسنات سے نوازا۔ اللہ کے فضل وکرم سے بیٹی بھی شادی کے بعد لندن میں خوش باش جماعتی خدمات کی توفیق پا رہی ہے اور ساتھ ہی اپنی PHD بھی مکمل کر رہی ہے۔

پاکستان کی سرکار نے تو صرف میرے ایک سرکاری مکان پر ہی قبضہ کیا تھا۔ خداوند کریم نے ہمیں جنت ارضی یعنی سوئٹزرلینڈ میں ایک ایسا مکان بنا دیا جو جماعت کی مسجد اور تبلیغ کے لئے کام آ رہا ہے۔

یہاں میں تحدیثِ نعمت کے طور پر بتاتی چلوں۔ خدا تعالیٰ کی شان دیکھیں! اپنے وعدہ کے مطابق اس کی راہ میں کی گئی مالی قربانی کو وہ ضائع نہیں کرتا بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں گنا بڑھا چڑھا کر نوازتا ہے۔ اس ذاتِ باری نے محض اپنے خاص فضل وکرم سے ہمیں اس گھر کے لئے بینک سے لیا ہوا قرضہ دو سال قبل مکمل طور پر ادا کرنے کی توفیق دی۔ اور مزید انعامات کے نتیجہ میں محض بفضلِ تعالیٰ ہم نے اس گھر کا حصّہ جائیداد ادا کرنے کی توفیق بھی پائی۔ الحمدللہ!

پاکستان کی منسٹری نے تو میرے GP fund اور بقیہ Allowances مالیت تقریباً سولہ لاکھ روپے، غبن کر لئے تھے جبکہ WHO/UN کی ایک دو ماہ کی تنخواہ نے اس کی کسر پوری کر دی تھی۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ اس نے ہماری حقیر قربانی اور بروقت چندہ کی ادائیگی کو قبول کرتے ہوئے ہمیں اپنے وعدہ کے مطابق 700 گنا سے زیادہ انعامات سے نوازا۔ الحمدللہ!

جن اربابِ اقتدار سرکاری لوگوں نے مجھے اسلام آباد میں تنگ کیا تھا انہوں نے کچھ ہی عرصہ میں خدا کا عذاب اور لعنت دیکھی۔ اپنی ہی اولاد کے ہاتھوں رسوا اور ذلیل ہوئے۔ پیچیدہ بیماریوں میں مبتلا ہوگئے۔ ایک خاتون کو بڑھاپے میں طلاق ہوگئی اور اسی طرح مختلف لوگوں کے ساتھ خدا کی قدرت نے اپنے رنگ دکھائے۔ بعد میں انہی لوگوں نے بڑی معافیاں مانگیں، معذرتیں کیں اور دعا کی درخواست کہ ہم نے آپ کو بہت ستایا تھا آپ حق پر تھیں۔ خدا کا فضل ملاحظہ کریں! کہ کچھ ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے انہی کے دفاتر میں WHO/UN کے اعلیٰ افسر کے طور پر کئی مرتبہ ان کی کارکردگی، پروجیکٹس کی جانچ پڑتال اور اخراجات کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔

سب سے بڑی خلش امّاں سے ملنے کی پوری نہ ہوسکی اور آج بھی کبھی کبھار محسوس ہوتی ہے۔ 9 ستمبر 1982ء کے بعد کبھی بھی اماں کی دہلیز نہ ملی اور نہ ہی ان کی شکل دیکھنے کو ملی۔ بسا اوقات بلڈنگ کے آس پاس گزری۔ بہت مرتبہ کوشش کی مگر دو بہن بھائی ہمیشہ رکاوٹ بنے رہے۔ ہر دفعہ اماں کے سونے کا، نماز کا یا گھر نہ ہونے کا بہانہ کرتے رہے۔ جھوٹ بولتے رہے کہ اماں مجھ سے ملنا نہیں چاہتیں جبکہ آخری دنوں میں وہ ملنے کو بہت ترستی رہیں۔ خوش قسمتی سے ایک مرتبہ ملازمہ کے فون اٹھانے کی وجہ سے جب اماں سے بات چیت ہوئی تو وہ کافی دلگیر لگیں۔ میرے جولائی 2001ء میں پاکستان آنے کا سن کر کہنے لگیں کہ پھر تو دیر ہو جائے گی اور چند ہی دنوں بعد 21 جون 2001ء کو ہمیشہ کے لئے ہمیں تشنہ چھوڑ کر رخصت ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین! امی کی وفات کی نہ کسی نے مجھے بروقت اطلاع کی اور نہ ہی بعد میں مجھے گھر آنے دیا۔ شاید یہی وہ دشوار گزار راہوں میں سے ایک ہے جو تلاشِ حق میں سہنی پڑتی ہیں اور خدا بھی استقامت اور جلد صبر عطا فرماتا جاتا ہے۔

اب اللہ کے فضل وکرم سے تمام بہن بھائی مل گئے ہیں۔ مجھ سے چھوٹا بھائی جس سے بہت دوستی تھی اور اسی نے گولی مارنے کی دھمکی بھی دی تھی، اس سے 30 سال بعد 2012ء میں ملاقات ہوئی اور الحمدللہ! اب تعلقات بھی قائم ہوگئے ہیں۔

سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں آ کر جو نعمت مجھے عطا کی، وہ دین کی دولت ہے۔ دنیا تو وقتی ہے، آنی جانی ہے مگر جب دین ساتھ ہو تو اللہ کے فضلوں کے ساتھ سب کچھ خود بخود آ جاتا ہے۔ الحمدللہ! ہر مرحلے پر خدا کے خاص فضل وکرم سے جماعتی ذمہ داریاں احسن طریق پر ادا کرنے کی کوشش رہی اور بفضل خدا تعالیٰ لجنہ کی روز بروز بڑھتی ہوئی ذمہ داریاں نبھانے کی بھی اسی ذاتِ باری سے توفیق مل رہی ہے۔ خدا تعالیٰ انجامِ آخر بھی بانصیب کرے آمین۔

☆...☆...☆

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں

.... از صفحہ نمبر 17

جارجیا

(مغربی ایشیا اور مشرقی یورپ کے سنگم پر واقع ایک ملک)

جارجیا کے قومی کتاب میلے میں احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کی پہلی بار شرکت

(رپورٹ مرتبہ: طاہر احمد بھٹی، جرمنی)

جارجیا میں قومی کتب میلے کا انعقاد 1997ء سے باقاعدگی سے ہوتا ہے اور یہ میلہ ملکی سطح پر اشاعتی اداروں، پبلشرز اور عوام میں یکساں طور پر مقبول ہے۔ امسال اس میلے میں احمدیہ کتب اور لٹریچر کے سٹال کی اجازت کے لئے جب انتظامیہ سے جارجیا جماعت نے رابطہ کیا تو ان کا ابتدائی ردعمل اگرچہ کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں تھا تاہم مشنری انچارج جارجیا مکرم جواد احمد بٹ صاحب اور ان کی ٹیم کے ساتھ ایک دو میٹنگز کے بعد میلے کا انعقاد کرنے والی سرکاری انتظامیہ کے تحفظات میں کمی آئی اور اس طرح اکتیس مئی سے تین جون 2018 تک جاری رہنے والے اس عالمی کتب میلے میں جماعت جارجیا کا پہلی بار سٹال لگا۔ اس کے انتظامات کے لئے لندن سے رشین ڈیسک کے مکرم نیورم ٹیبک صاحب نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ ان کے علاوہ مقامی ٹیم میں لجنہ کی ایک ممبر، جنرل سیکرٹری صاحب جماعت جرمنی اور مبلغ سلسلہ مکرم جواد احمد بٹ صاحب مستقل طور پر نگرانی اور معاونت کرتے رہے۔ حسب روایت خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں کا تعاون بھی شامل رہا۔

کتب میلے میں جماعت جارجیا کے سٹال کو دس مربع میٹر کی جگہ الاٹ کی گئی تھی جس کو جماعت کے تعارفی لٹریچر، قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور سلسلہ احمدیہ کی کتب سے مزیّن کیا گیا تھا۔ جبکہ سٹال کی ایک دیوار کو بطور خاص، "ریویو آف ریلیجنز" کے مختلف شماروں کی نمائش کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔

سٹال پر رکھے گئے لٹریچر اور کتب کی نوعیت مندرجہ ذیل تھی:

☆...قرآن کریم

☆...اسلام سے متعلقہ تعارفی لٹریچر

☆...سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ کتب

☆...عالمی بحران اور امن کا راستہ

☆...مسیح ہندوستان میں

☆...عیسائیت

☆...قرآن کریم سے منتخب آیات

☆...احادیث سے انتخاب

☆...حضرت مسیح موعودؑ کی منتخب تحریرات

☆...الہام، عقل، علم اور سچائی

☆...جہاد کے موضوع پر لٹریچر اور

☆...عربی زبان سے متعلقہ لٹریچر

عوام کے لئے یہ اپنی نوعیت کا نیا اور منفرد سٹال تھا اور اس پر زائرین کی تعداد روزانہ بڑھتی رہی اور ان کی دلچسپی اس پر مستزاد تھی۔

ہر دن زائرین کی تعداد کے ساتھ ساتھ ان کی نوعیت میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور بک سیلرز، پبلشرز کے بعد طلباء، اساتذہ، صحافی اور عیسائی آرتھوڈوکس پبلک کا رجحان بھی بڑھتا رہا۔ سٹال انتظامیہ میں روسی زبان بولنے والے احمدی مکرم نیورم ٹیبک صاحب کی وجہ سے روسی زبان بولنے والے زائرین سے مستقل گفتگو اور مکالمے کی فضا بھی سٹال کا حصہ رہی اور روابط بھی بنے اور آئندہ کے راستے بھی بنے بلکہ ایک سابق ممبر پارلیمنٹ نے اپنے ساتھی زائرین سے کہا کہ اگر آپ کو ان کتب کا پہلے پتہ ہوتا تو اسلام کی نظافت اور حفظان صحت کی تعلیم کی وجہ سے ہی آپ لوگوں نے اسلام قبول کر لینا تھا۔ اس طرح کے ہلکے پھلکے جملوں اور مستقل دلچسپی سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ جارجیا کے سماجی حلقوں میں اس اقدام سے روابط بڑھیں گے اور اسلام احمدیت کے تعارف سے مزید برف پگھلنے میں مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ جماعت جارجیا کی جملہ مساعی میں برکت ڈالے اور روز افزوں ترقی سے نوازے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: نماز جنازہ حاضر وغائب از صفحہ نمبر 2

سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے جرمنی میں زونل ناظم اطفال ڈارمشٹڈ اور قائد مجلس کرانشٹائن کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل معاون قائد مجلس برائے اجلاسات اور معاون سیکرٹری وقف نو کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ اس کے علاوہ بھی ہر قسم کی جماعتی ڈیوٹیوں کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت کا جذبہ رکھنے والے بہت نیک اور مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی اور تین بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔

6۔ مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم نذیر احمد صاحب مرحوم (ماڈل ٹاؤن۔ لاہور)

9 جون 2018ء کو 59 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ سادہ مزاج، خداترس، عبادت گزار، غریب پرور اور یتیموں کا خیال رکھنے والی بہت نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حافظ اسد اللہ وحید صاحب (مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن لاہور) کی والدہ تھیں اور آپ کے دوسرے بیٹے جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔

7۔ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد ظفر ممتاز احمد صاحب (برمنگھم)

13 اپریل 2018ء کو جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نیک سیرت، تہجد گزار، رحم دل، ملنسار، غریبوں کی ہمدرد، مہمان نواز، ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والی، بہترین اخلاق کی مالک بہت مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

………………

بینن (مغربی افریقہ)

نکی ریجن کے گاؤں Gneldemo میں احمدیہ مسجد کا کامیاب اور بابرکت افتتاح

(خلاصہ رپورٹ: مکرم میاں قمر احمد صاحب۔ مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو Niki ریجن کے ایک نومبایع گاؤں جنیل دیمو (Gneldemo) میں نئی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ مسجد کی افتتاحی تقریب 7 اپریل 2017 بروز ہفتہ منعقد ہوئی۔

Gneldemo گاؤں پاراکو شہر سے 158 کلومیٹر دُور شمال مشرق کی طرف کچے راستے سے ہوتے ہوئے 7 کلومیٹر جنوب کی طرف بالکل جنگل میں واقع ہے۔ قومی اعتبار سے گاؤں والے فولانی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس قوم کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نائجیریا، بورکینا فاسو اور نائجیر سے ہجرت کر کے آئے اور یہاں آباد ہو گئے۔ یہ لوگ اپنا سارا دن جنگلوں میں گائے چرانے میں گزار دیتے ہیں۔ ان کی اکثریت مسلمان ہے اور یہ ''فل فل دے'' زبان بولتے ہیں۔ مگر اپنے بچوں کو شاذ ہی تعلیم دلواتے ہیں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی لاکھوں نعمتوں کو بے حقیقت جانتے ہوئے اپنے جانوروں کے ساتھ ساری زندگی جنگلوں میں گزار دیتے ہیں۔ 2016ء میں یہ جماعت مقامی مشنری مکرم Goye Jode Razak صاحب اور مکرم میاں قمر احمد، مبلغ سلسلہ ریجن پاراکو کی تبلیغ سے احمدیت کی آغوش میں آئی۔

اس مسجد کی تقریب سنگِ بنیاد 14 جولائی 2017ء کو عمل میں آئی اور 16 جنوری 2018ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اس مسجد کی لمبائی قبلہ رُخ 13 میٹر اور چوڑائی 6 میٹر ہے جس میں تقریباً 150 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مسجد کے اندر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ نہایت خوبصورت انداز میں لکھے ہیں۔ مسجد کے تین دروازے ہیں۔ مستورات کے لئے الگ سے ایک حصہ مختص ہے۔

مقامی جماعت نے مسجد کے لئے روشنی کے انتظام کے لئے سولر انرجی سے چلنے والا بلب لگوایا ہے۔ مقامی صدر جماعت نے ایک بچھڑا مسجد کی تقریب افتتاح پر ذبح کرنے کا اعلان کیا۔

مسجد کی افتتاحی تقریب کا آغاز 7 اپریل 2018ء بروز ہفتہ تلاوت قرآن مجید مع پل زبان میں ترجمہ سے ہوا۔ مقامی صدر جماعت نے پل زبان میں تمام آنے والوں کو خوش آمدید کہا۔ اس تقریب میں مرکز سے 4 رکنی وفد بھی شامل تھا۔

بعد ازاں چیف ویلج، علاقے کے بااثر افراد و دیگر مقررین نے جماعت کی نیک کاوشوں کی تعریف کرتے ہوئے اِن کاموں کو جاری رکھنے کی درخواست کی۔ اس تقریب میں علاقے کے 14 بڑے غیر احمدی امام تشریف لائے جن میں امام Margitta، امام Darassi اور امام Kalale بھی شامل تھے۔ ان ائمہ نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی تعریف کی اور کہا کہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں بہت سی غلط باتیں جو ہم سوچتے تھے وہ آج ہمارے دلوں سے نکل گئی ہیں۔ ایک امام نے کہا کہ مسجد کو آباد رکھیں خدا آپ کو آباد رکھے گا۔ سینٹرل مبلغ آدم ناصر صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مسجد کی رونق کو نمازیوں سے بھر دینے کی تلقین کی۔ الحاج محمود صاحب جو لوکل مشنری ہیں اور مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن کی نمائندگی میں اس مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے احمدیت کے عقائد کھول کر بیان کئے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی محبت بھری تعلیم سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ اس پر ایک غیر از جماعت امام نے اجازت لے کر سٹیج پر آ کر کہا کہ ''مَیں تو احمدیت کے عقائد کو اسلام سے ہٹ کر سمجھتا تھا۔ اب اس تقریر کے بعد میرا دل صاف ہے''۔

اس کے بعد مکرم میاں قمر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے سب شاملین مردوزن کے ساتھ دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے مسجد کے دروازے کھولے اور دعا کروائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد سب کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں 379 افراد شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر اس علاقہ کے لئے ہدایت کا مرکز بنائے۔ آمین

………………

پولینڈ (مشرقی یورپ)

جماعت احمدیہ پولینڈ کی عالمی بُک فیئر میں کامیاب شرکت

(خلاصہ رپورٹ: مکرم منیب احمد چھٹہ صاحب۔ صدر جماعت و مربی سلسلہ پولینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پولینڈ کو 17 تا 20 مئی 2018ء پولینڈ کے دارالحکومت وارسا کے دومنزلہ مشہور نیشنل سٹیڈیم میں منعقدہ سالانہ عالمی بک فیئر میں حصّہ لینے کی توفیق ملی۔ متعدد ملکوں سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں لوگوں اور تنظیموں نے اس بک فیئر میں اپنے اپنے سٹال لگائے ہوئے تھے جن سے استفادہ کرنے کے لئے ایک لاکھ سے زائد لوگوں کی آمدورفت رہی۔

جماعتی بک سٹال کی کامیابی کے لئے لجنہ، ناصرات، انصار و خدام نے مدد کی۔

جماعت کی 22 مختلف کتب، پمفلٹ اور بروشرز کو پولش زبان میں رکھا گیا تھا۔ قرآنِ کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے ذریعہ سے بھی اس نمائش کی زینت کو خاص طور پر بڑھایا گیا۔ علاوہ ازیں جماعتی تعارف پر مشتمل roll-ups بینرز بھی کھڑے کئے گئے۔

بک فیئر سے دو ماہ قبل پانچ نئے brochures پولش زبان میں تیار کئے گئے جو قرآن کریم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے امن سے متعلق اقتباسات اور حضرت عیسیٰؑ پر مشتمل تھے۔

سب سے زیادہ قرآن کریم کا پولش ترجمہ لوگوں نے خریدا۔ 126 قرآن کریم کے نسخے فروخت ہوئے اور تقریباً پانچ ہزار کی تعداد میں کتب اور رسائل تقسیم کئے گئے۔

درج ذیل کتب سب سے زیادہ فروخت ہونے والی تھیں:

1۔ مسیح ہندوستان میں

2۔ اسلامی اصول کی فلاسفی

3- Woman in Islam by Hazrat Ch. Zafrullah Khan sb.

4- Christianity, a journey from facts to fiction

5- Life of Mohammad(peace be upon him)

دوران نمائش مختلف طبیعتوں کے لوگوں سے واسطہ پڑا۔ بعض ایسے احباب تھے جو بڑی توجہ سے جماعت کے لٹریچر کو دیکھتے مگر کوئی بات نہ کرتے۔ بعض دُور سے ہی سر ہلا کر چلے جاتے۔ بعض کوئی چیز دیکھ کر یا پڑھ کر اپنی مسکراہٹ سے بتا جاتے کہ اُن کو کوئی عنوان پسند آیا ہے۔ مگر کثیر تعداد جو جماعت کے بک سٹال پر رُکتی بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کرتی۔ بعض افراد خوشی کا اظہار بھی کرتے تھے کہ ہم اس طرح سامنے آ کر ان کے سوالوں کے جوابات دے رہے ہیں۔

ایک سکول کی کلاس بھی ہمارے سٹال پر آئی اور دس سے پندرہ منٹ تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ ان کے سامنے اسلام کے پُرامن ہونے، پردہ، عورتوں کے مقام اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اسلامی نظریہ پیش کرنے کا موقع ملا۔ بک فیئر کے دوران بہت سے نئے رابطے قائم ہوئے۔ مختلف مذاہب اور تنظیموں سے تعلق رکھنے والے احباب نے جماعت احمدیہ کو اُن کے پروگراموں میں شامل ہونے کی دعوت دی اور اسلام کی تعلیمات پیش کرنے کو کہا۔ یاد رہے کہ پولینڈ میں 26 جنوری یومِ اسلام کے نام سے منایا جاتا ہے۔ اس دن کے لئے ایک چرچ نے جماعت احمدیہ کو دعوت دی ہے۔

ہفتہ کے روز ایک لوکل اخبار نے سٹال پر آ کر ریکارڈنگ کی اور انٹرویو بھی لیا۔ جس میں مختصر جماعت کا تعارف پیش کیا گیا اور ان کے مختلف سوالوں کے جوابات دیئے گئے۔ اخبار کے نمائندہ نے جماعت کے بارہ میں بہت دلچسپی لی اور پولش زبان میں تمام لٹریچر جو وہاں موجود تھا خریدا۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پولینڈ کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کا پیغام مزید پھیلانے کی توفیق دے۔ آمین

☆…☆…☆

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم ان منتخب مضامین سے استفادہ کی صورت میں ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ کے اس کالم کا حوالہ ضرور دیں۔

....

بابرکت دُوریاں جوخدا کی خاطر اختیار کی گئیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 27 جون 2012ء میں مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں وہ اپنے والد محترم کے بسلسلہ تبلیغ دیارِغیر میں طویل قیام کے دوران پیش آنے والے چند واقعات اور مشاہدات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ میرے والد محترم مولانا محمد منور صاحب (سابق امیر و مبلغ انچارج کینیا، تنزانیہ، فلسطین، نائیجیریا) کی وفات 18 نومبر 1995ء کو ربوہ میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ اُن کے بارہ میں لکھنا میرے لئے اس لئے مشکل ہے کہ ہم دونوں باپ بیٹے کی زندگی جدائیوں اور دُوریوں سے عبارت ہے۔ میری پیدائش سے چند ماہ پہلے ابّا جان بطور مبلغ اپریل 1948ء میں نیروبی (کینیا) چلے گئے تھے۔ جب وہ رخصت پر واپس آئے تو میری عمر اُس وقت ساڑھے چار سال تھی۔ ابّا جان کی آمد پر میری دادی جان نے مجھے محلہ کے چند لڑکوں کے ساتھ کھڑا کر دیا اور ابّا جان سے کہا کہ اپنا بیٹا ان میں سے پہچان لو۔ ابّا جان نے مجھے پہچان لیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ساڑھے چار سال کی عمر میں مَیں نے پہلی دفعہ باپ کا محبت بھرا لمس محسوس کیا۔

کینیا سے واپس آنے کے جلد بعد ابّا جان کی دوسری شادی کی تیاریاں شروع ہوگئیں اور اُن کی خالہ زاد (اور چچازاد بھی) محترمہ امتیاز بیگم صاحبہ سے ان کی شادی ہوگئی۔ میری امّی جان بتایا کرتی تھیں کہ انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے میری دوسری والدہ کو دلہن بنا کر اس شادی کے لئے تیار کیا تھا۔

اس کے بعد جلد ہی ہم لوگ بذریعہ بحری جہاز کینیا چلے گئے (یعنی ابا جان، دو مائیں اور خاکسار)۔ پہلے نیروبی، پھر کسوموں اور پھر نیروبی ابا جان کی ڈیوٹی رہی۔ پھر آٹھ سال وہاں قیام کرنے کے بعد جولائی 1960ء میں کراچی پہنچے۔ کینیا کا یہ جو آٹھ سال کا قیام تھا اس میں بھی ابا جان سے کم کم سامنا اور ملاقات ہوتی تھی۔ صبح سویرے مَیں سکول چلا جاتا تھا اور ابا جان مشن ہاؤس چلے جاتے۔ صرف دوپہر کا کھانا کھانے کوئی ایک آدھ گھنٹے کے لئے آتے اور پھر واپس مشن ہاؤس اور پھر رات نماز عشاء کے بعد گھر آتے۔ جب تک مَیں سو چکا ہوتا۔ اسی لئے ہم دونوں میں بےتکلّفی بلکہ ضروری قربت بھی نہ ہوسکی۔

1960ء میں رخصت گزارنے کے بعد ابا جان اکیلے واپس نیروبی چلے گئے اور ہم دو مائیں اور دو بچے (خاکسار اور میری ہمشیرہ عزیزہ امتہ النور طاہرہ صاحبہ) ربوہ کے محلہ فیکٹری ایریا میں پانچ مرلہ کے ایک مکان میں رہنے لگے۔ اکیلے رہ کر جب ابّا جان کو میدان عمل میں کھانے اور دیکھ بھال وغیرہ کی مشکل ہوئی تو مرکز میں درخواست بھجوائی کہ فیملی بھی کینیا بھجوا دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ارشاد فرمایا کہ بیوی ایک جائے گی، بچہ کوئی نہیں جائے گا۔ چنانچہ دفتر کے پوچھنے پر ابّا جان نے چھوٹی بیگم کو بھجوانے کی درخواست کی اور میں خود کراچی جا کر انہیں بذریعہ بحری جہاز الوداع کر کے آیا۔

محترم ابا جان اور دوسری والدہ کا میدان عمل سے آنا اور رخصت گزار کر واپس جانا سالہاسال جاری رہا۔ اسی دوران 1969ء میں میری شادی ہوگئی۔ شادی کے تین ماہ بعد میں نے بی اے کیا۔ 1971ء میں ایم اے کیا اور مجلس نصرت جہاں کے تحت اپنی خدمات پیش کردیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احمدیہ سیکنڈری سکول، روکوپر (سیرالیون) کے لئے میرا تقرر فرمایا اور میں یکم نومبر 1975ء کو اکیلا سیرالیون پہنچ گیا۔ اکتوبر 1978ء میں رخصت پر پاکستان آیا۔ اور پھر فیملی (اہلیہ اور تین بیٹیوں) کے ہمراہ واپس سیرالیون چلا گیا۔ راستہ میں ہم لوگ ابّا جان کے پاس تقریباً 10 دن نیروبی میں رُکے۔

بعدازاں جب بھی مَیں سیرالیون سے رخصت پر پاکستان آتا تو ابا جان کینیا میں ہوتے یا تنزانیہ میں اور جب وہ رخصت پر پاکستان آتے تو میں سیرالیون میں ہوتا۔ اس طرح آنا جانا لگا رہا۔ محترم ابا جان کی آخری تقرری بطور امیر و مبلغ انچارج نائیجیریا تھی اور وہاں سے آپ ایک وفد لے کر مسجد بشارت سپین کی افتتاحی تقریب میں بھی شامل ہوئے۔ نائیجیریا میں آپ کا قیام 7 ماہ کے قریب تھا۔ پھر بیماری اور کمزوری صحت کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقت سے مستقل پاکستان آگئے اور وفات تک ربوہ میں مقیم رہے۔ یہ 1982ء کی بات ہے۔

میں جب 1981ء میں پاکستان رخصت گزار کر واپس سیرالیون گیا تو حالات کچھ ایسے بن گئے کہ مجھے مسلسل 9 سال سیرالیون میں رہنا پڑا اور پھر رخصت پر 15/اگست 1990ء کو مع فیملی ربوہ پہنچا۔ جنوری 1979ء کے بچھڑے ہوئے ہم باپ بیٹا 15/اگست 1990ء کو بارہ سال کی مسلسل جدائی کے بعد ربوہ میں ملے اور 1995ء میں ابا جان اللہ کو پیارے ہوگئے۔

ہم کُل پانچ افراد خانہ تھے۔ ہم پر ایک وقت ایسا بھی تھا کہ ہم 5/افراد خداتعالیٰ کے فضل سے چار ملکوں میں خدمت دین کے لئے بکھرے ہوئے تھے اور اپنی اپنی جگہ بہت خوش تھے۔ ابّا جان اور دوسری والدہ مشرقی افریقہ میں تھے۔ میری حقیقی والدہ ربوہ کا گھر سنبھالے ہوئے تھیں۔ بہن امۃ النور طاہرہ اہلیہ برادرم محترم عبدالرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ گھانا میں تھی اور خاکسار اپنی فیملی کے ساتھ سیرالیون میں تھا۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ کبھی کسی نے اداسیوں اور جدائیوں کا تذکرہ کرکے دوسروں کو پریشان کرنے کا نہیں سوچا۔ بلکہ ابّا جان نے تو مجھے لکھا کہ اِس وقت صحت ہے، خدمت کا موقع میسر ہے۔ کام میں لگے رہو، اگر ملنے آ بھی گئے تو جدائی کے سالوں کی گنتی پھر ایک دو سے شروع ہوجائے گی۔ اب اگر دس، گیارہ اور بارہ کی گنتی چل رہی ہے تو چلنے دو۔

ایک احسان خداتعالیٰ کا مجھ پر یہ ہوا کہ میرے 15 سالہ قیام سیرالیون کے دوران اللہ تعالیٰ نے میرے والدین کو زندگی عطا کئے رکھی اور میرے سیرالیون سے واپس آنے کے بعد پہلے امی جان جون 1992ء میں فوت ہوئیں اور پھر نومبر 1995ء میں ابا جان نے رحلت فرمائی۔ جامع المتفرّقین نے آخرکار ہمیں باہم ملا دیا اور ملاقات کے آخری سال ہم نے ایک دوسرے کو جی بھر کر دیکھا اور اداسیاں دور کرلیں۔

...❁...❁...❁...

مکرم چوہدری نعیم احمد گوندل شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21 جولائی 2012ء کے مطابق مکرم چوہدری نعیم احمد گوندل صاحب آف کراچی کو 19 جولائی کو شہید کردیا گیا۔ آپ محترم چوہدری عبدالواحد صاحب اورنگی ٹاؤن ضلع کراچی کے بیٹے اور مکرم خورشید عالم صاحب مرحوم کے پوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 21 جولائی 2012ء کے خطبہ جمعہ میں شہید مرحوم کا ذکرخیر فرمایا اور نماز کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ مرحوم کی تدفین ربوہ میں ہوئی۔

1914ء میں شہید مرحوم کی دادی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور دادا نے پھر بعد میں بیعت کی۔ شہید مرحوم 13 اپریل 1961ء کو چک 99 شمالی سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کُل چھ بھائی اور ایک بہن تھی۔ بہن آپ کی زندگی میں ہی وفات پاگئیں۔ شہید مرحوم نے .F.A تک تعلیم سرگودہا سے حاصل کی۔ بعدازاں سندھ یونیورسٹی جامشورو سے .B.A اور .M.A اکنامکس کیا۔ 1988ء میں سٹیٹ بینک میں سینئر اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے طور پر کام شروع کیا اور کراچی منتقل ہوگئے۔ دورانِ ملازمت MBA بھی کرلیا۔ 1990ء میں آپ کی شادی مکرمہ فخرالنساء صاحبہ سے ہوئی۔

19 جولائی 2012ء کی صبح آپ حسب معمول دفتر جانے کے لئے گھر سے نکلے۔ عموماً گھر کے سامنے ایک تنگ گلی سے گزر کر بڑی سڑک پر جاتے تھے جہاں سے آپ کو بینک کی گاڑی آکر دفتر لے جایا کرتی تھی۔ جب گلی میں داخل ہوئے تو سامنے سے دو نوجوانوں نے آکر کنپٹی پر فائر کیا۔ گولی دائیں جانب سے لگی اور بائیں سے نکل گئی جس سے آپ موقع پر شہید ہوگئے۔

شہید مرحوم گیارہ سال سے صدر حلقہ اورنگی ٹاؤن کی خدمت پر مامور تھے۔ اس سے قبل چار سال بطور قائد مجلس اورنگی ٹاؤن خدمت بجالائے اور اس سے قبل انہوں نے زعیم حلقہ، سیکرٹری وقفِ نو، مربی اطفال اور مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات سرانجام دیں۔ نہایت خوش اخلاق، ملنسار، حلیم الطبع تھے۔ اہلِ علاقہ بھی ان کے بارہ میں یہی رائے رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ سے اورنگی ٹاؤن کے حالات خراب تھے اور مخالفانہ وال چاکنگ وغیرہ کا سلسلہ جاری تھا لیکن ہمیشہ آپ بڑی بہادری سے ان سب چیزوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپ موصی بھی تھے۔ نماز باجماعت کے پابند اور قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے تھے جسے سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ بعض غیراحمدی بھی تعزیت کے لئے آئے اور آپ کا ذکرخیر کیا۔

شہید مرحوم کئی سال سے جلسہ یُوکے پر بھی آرہے تھے اور جن کے گھر ٹھہرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ خود مہمان ہونے کے باوجود ہمارے گھر پر آنے والے جلسہ کے مہمانوں کے میزبان بن جایا کرتے تھے۔ بلکہ عاجزی یہاں تک تھی کہ جب اپنے بوٹ پالش کرنے لگے ہیں تو ساتھ مہمانوں کے بھی بوٹ پالش کردیا کرتے تھے۔ ایک جلسہ پر جب بارشیں زیادہ تھیں تو گھر والوں نے کیچڑ سے لتھڑے ہوئے جو لمبے بُوٹ رات کو اُتارے تھے وہ شہید مرحوم نے صاف کرکے بڑے سلیقے سے اگلی صبح رکھے ہوئے تھے۔ انتہائی عاجز طبیعت تھی۔ آپ کی اولاد تو نہیں تھی لیکن اہلیہ کہتی ہیں کہ جس طرح آپ نے اُن کا خیال رکھا، اُنہیں یہ خیال آتا ہے کہ شاید اُن کے ماں باپ نے زندگی میں اتنا آرام اور پیار نہیں دیا جتنا اس شخص نے دیا۔

...❁...❁...❁...

بوڈاپسٹ۔ ہنگری

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14 جولائی 2012ء میں دریائے ڈینیوب کے کنارے آباد دوشہروں کے حسین ملاپ ’بوڈاپسٹ‘ کا تعارف پیش کیا گیا ہے جو خوبصورتی میں یورپ کا دوسرا بڑا شہر قرار پاتا ہے۔

ہنگری کا دارالحکومت ’بوڈاپسٹ‘ دریا کے دونوں کناروں پر آباد دوشہروں بوڈا اور پسٹ کے اتحاد سے وجود میں آیا۔ یہ اتحاد آسٹرو ہنگیرین شہنشاہ فرانز جوزف نے 1872ء میں کیا تھا۔ اس وقت بوڈاپسٹ کا رقبہ 525 مربع کلومیٹر ہے جبکہ آبادی 20 لاکھ افراد پر مشتمل ہے جن کی اکثریت سرمایہ کاری کی بدولت خوشحال ہے۔ بوڈا سرسبز پہاڑیوں پر آباد ہے جبکہ پسٹ کا علاقہ ہموار میدان ہے۔ بوڈاپسٹ ایک صنعتی اور ثقافتی شہر ہونے کے علاوہ چونکہ کھلی بلیک مارکیٹ بھی ہے اس لئے بہت سے یورپی سرمایہ کار یہاں وسیع پیمانے پر نجی کاروبار کرتے ہیں۔

1980ء میں ہنگری مشرقی یورپ کا پہلا ملک تھا جس نے کمیونسٹ بلاک سے علیحدگی اختیار کی اور کثیر جماعتی جمہوریت کی طرف سفر کا آغاز کیا۔

ایک پہاڑی کے دامن میں واقع بوڈا کا قلعہ تیرھویں صدی کی ایک عظیم یادگار ہے اور شاہی محل سیاحوں کے لئے کشش کا باعث ہے۔

1703ء کے بعد بوڈا اور پسٹ کو آزاد شہروں کی حیثیت دے دی گئی تھی۔ 1919ء میں یہاں اشتراکی حکومت کا قیام عمل میں آیا اور 1920ء میں بوڈاپسٹ کو آزاد ہنگری کا دارالحکومت قرار دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران 1944ء میں جرمن فوجوں نے اس پر قبضہ کرلیا لیکن صرف چار ماہ بعد ہی روسی فوجیں یہاں قابض ہوگئیں۔ پھر جنوری 1949ء میں یہاں جمہوری حکومت قائم ہوئی لیکن صرف چند ماہ بعد اگست 1949ء میں کمیونسٹوں نے روسی فوج کی مدد سے اقتدار سنبھال لیا۔

...❁...❁...❁...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5 جون 2012ء میں مکرم ماسٹر عبدالقدوس شہید کے حوالہ سے کہا گیا مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کا کلام شائع ہوا ہے جس میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

پیشِ نظر ہے بیعتِ صداقت کا راستہ
ہم نے چنا ہوا ہے سعادت کا راستہ

عبداللطیف ہو کہ وہ عبدالقدوس ہو
اپنا رہے ہیں ہنس کے شہادت کا راستہ

ہر شخص گھر سے نکلے پہن کر لباسِ صبر
ہر راستہ ہے اب تو اذیّت کا راستہ

آساں ہے دنیا چھوڑنا اپنے لئے مگر
مشکل ہے چھوڑ دینا محبت کا راستہ

دیوارِ ظلم اونچی کہاں تک اٹھاؤ گے
اپناؤ اور شوق سے شدت کا راستہ

اوپر ہے ایک منصفِ اعلیٰ براجمان
ہم جانتے ہیں اس کی عدالت کا راستہ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

July 13, 2018 – July 19, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday July 13, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 15.
01:30	Huzoor's Tour Of India 2008
02:25	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:20	Ashab-e-Ahmad
04:00	Tarjamatul Qur'an Class
05:10	Qur'an Sab Se Acha
05:35	Marhum-e-Isa
06:00	Tilawat: Surah Maryam, verses 41-58.
06:10	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Islamic Jurisprudence
07:30	Husn-e-Biyan
07:55	Pakistan National Assembly 1974
09:00	Huzoor's Address At Roehampton University: Recorded on April 16, 2007.
10:05	In His Own Words
10:35	Tasheez-ul-Azhan
10:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:45	Noor-e-Mustafwi
14:00	MTA Travel
14:30	Shotter Shondhane
15:30	Pakistan National Assembly 1974 [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:45	Noor-e-Mustafwi [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 32-63.
18:30	Islamic Jurisprudence [R]
19:05	Tasheez-ul-Azhan [R]
19:25	Huzoor's Address At Roehampton University [R]
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:35	Friday Sermon: Recorded on July 13, 2018.
22:45	Noor-e-Mustafwi [R]
22:55	Pakistan National Assembly 1974 [R]

Saturday July 14, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Masjid Aqsa Qadian
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Address At Roehampton University
02:35	In His Own Words
03:05	Islamic Jurisprudence
03:45	Dars-e-Hadith
04:00	Friday Sermon
05:15	The Concept Of Bai'at
05:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat: Surah Maryam, verses 59-76.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
07:10	Aao Urdu Seekhain
07:30	Open Forum
08:05	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on July 13, 2018.
10:10	In His Own Words
10:45	Dua-e-Mustaja'ab
11:05	Indonesian Service
12:10	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Safar-e-Hajj
15:50	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra)
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Tilawat: Surah Al-Baqarah verses 64-92.
18:40	Aao Urdu Seekhain [R]
19:10	Open Forum [R]
19:45	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:10	Ansarullah Ijtema UK: Recorded on September 20, 2015.
21:10	International Jama'at News
22:00	Safar-e-Hajj [R]
22:40	Friday Sermon [R]
23:55	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra) [R]

Sunday July 15, 2018

00:05	World News
00:30	Tilawat
00:50	The History Of MTA In Mauritius
01:10	Al-Tarteel
01:45	Ansarullah Ijtema UK 2015
02:50	In His Own Words
03:30	Aao Urdu Seekhain
03:50	Open Forum
04:25	Friday Sermon
05:35	MTA Travel
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Yassarnal Qur'an
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on July 14, 2018.
08:35	Roots To Branches
09:05	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on May 30, 2015.
10:30	In His Own Words
11:00	Khazain-ul-Mahdi
11:25	Indonesian Service
12:25	Tilawat [R]
12:40	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 13, 2018.
14:10	Shotter Shondhane
15:10	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
16:50	Seekers Of Treasure
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
17:55	World News
18:15	Tilawat
19:00	Islamic Jurisprudence
19:35	Islami Mahino Ka Ta'aruf
20:25	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
21:30	In His Own Words
22:00	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
22:30	Friday Sermon [R]

Monday July 16, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Huzoor's Mulaqat With Students
02:45	In His Own Words
03:15	An Introduction To Ahmadiyyat
04:05	Friday Sermon
05:15	Introduction To Waqf-e-Jadid
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
06:55	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 1, 1997.
08:00	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
08:30	Jalsa Salana Speeches
08:50	Huzoor's Jalsa Salana Address USA: Recorded June 22, 2008.
10:00	Tasheez-ul-Azhan
10:25	Swahili Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on February 2, 2018.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 10, 2012.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Huzoor's Jalsa Salana Address USA [R]
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:30	Swedish Service
19:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
19:25	Jalsa Salana Speeches [R]
19:35	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra)
19:50	Huzoor's Jalsa Salana Address USA [R]
22:00	Aao Urdu Seekhain [R]
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:35	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) [R]

Tuesday July 17, 2018

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Jalsa Salana Address USA
03:00	International Jama'at News
04:00	Rencontre Avec Les Francophones
05:00	Aao Urdu Seekhain
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Qur'an
06:45	Liqa Ma'al Arab: Recorded January 16, 1996.
08:35	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on May 30, 2015.
10:00	In His Own Words
10:25	Manasik-e-Hajj
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 13, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
16:30	In His Own Words
17:00	Islamic Jurisprudence
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Rah-e-Huda: Recorded on July 14, 2018.
20:00	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
21:25	In His Own Words [R]
21:50	Maidane Amal Ki Kahani
22:30	Liqa Ma'al Arab [R]

Wednesday July 18, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Dars-e-Malfoozat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Huzoor's Mulaqat With Students
02:35	In His Own Words
03:10	Islamic Jurisprudence
03:45	Liqa Ma'al Arab
04:50	Servants Of Allah
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
07:00	Question And Answer Session: Recorded on January 8, 1995.
08:00	Kuch Yadein Kuch Batein
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 6, 2015.
09:55	In His Own Words
10:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 13, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
16:00	In His Own Words
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	French Service: L'Islam En Questions
19:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
21:00	In His Own Words [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:30	Seerat-un-Nabi

Thursday July 19, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:25	In His Own Words
03:00	Kuch Yadein Kuch Batein
04:00	Question And Answer Session
06:00	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Tarjamatul Qur'an Class
08:00	Islamic Jurisprudence
08:35	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
09:00	Reception Of Khadija Mosque: Recorded on October 16, 2008.
09:55	In His Own Words
10:30	Qur'an Sab Se Acha
11:00	Japanese Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 13, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
15:00	In His Own Words [R]
15:35	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Qur'an Sab Se Acha [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Ashab-e-Ahmad
19:00	Islam Ahmadiyya In America
19:30	Marhum-e-Isa
20:05	Friday Sermon [R]
21:05	In His Own Words
21:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
22:00	Qur'an Sab Se Acha [R]
22:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).*

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 Friday 13 July 2018 Issue No. 28

رمضان المبارک 2018ء کے دوران جماعت احمدیہ سرینام کی مساعی

ملک کے نائب صدر اور دیگر معروف شخصیات کی دعوت افطار میں شرکت۔ ایمرانڈین وفد کی پہلی بار افطار اور نماز عید میں شمولیت۔

دو ٹی وی چینلز سے روزانہ ایک پروگرام کی نشریات، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جماعتی آرٹیکلز کی بکثرت اشاعت۔

لئیق احمد مشتاق۔مبلغ سلسلہ سرینام

خدا تعالیٰ کے فضل واحسان سے جماعت احمدیہ سرینام کو دسمبر 2001ء سے رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں روزانہ پندرہ منٹ کا ایک ٹی وی پروگرام پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اس روایت پہ مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے جماعت نے حسب توفیق آگے کی جانب قدم بڑھایا ہے،اور گزشتہ تین سالوں سے ہم دو مختلف ٹی وی چینلز سے رمضان پروگرام پیش کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔مذہبی رواداری کی اچھی مثال قائم کرتے ہوئے ٹی وی چینلز کے مالکان غیر مسلم ہونے کے باوجود رمضان پروگرامز کے لئے مسلمانوں کو انتہائی مناسب معاوضے پر پروگرام نشر کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں اور مسیح الزمان کی جماعت کو یہ توفیق ملتی ہے کہ ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے رمضان المبارک کی اہمیت، فضائل وبرکات اور مسائل عوام الناس کے سامنے پیش کئے جائیں،اور افراد جماعت اس کار خیر کے لئے وقت اور مال کی قربانی دیتے ہیں۔باقی مسلمان فرقے ٹی وی چینلز سے وقت لے کر ایشیائی ملکوں کی نعتیں اور قوالیاں پیش کرتے ہیں۔امسال بھی اپریل کے شروع میں مختلف ٹی وی چینلز سے رابطہ کرکے پروگرام کا خرچ معلوم کیا گیا، اور ملک کے دو معروف ٹی وی چینلز (T.B.N.) تری شول براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک اور (Radika) رادیکا ٹی وی سے گزشتہ سال کے معاوضے کے مطابق پروگرام کا معاہدہ طے پایا۔16 اپریل کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط تحریر کرنے کے بعد پروگرامز کی سیٹنگ شروع کی گئی۔

15 مئی کو شام پونے چھ بجے ’’رادیکا‘‘ اور سوا چھ بجے ’’تریشول‘‘ ٹی وی سے پروگرام کی نشریات کا آغاز ہوا، جو عید سے پہلی رات تک جاری رہا۔راپار براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک (RBN Ch.5) جہاں سے جماعت کا ہفتہ وار پروگرام نشر ہوتا ہے، اس چینل کو بھی پانچ پروگرام رمضان المبارک کے حوالے سے تیار کرکے دیئے گئے۔

جمعرات 17 مئی کو سرینام میں مسلمانوں کی اکثریت نے پہلا روزہ رکھا۔جماعت کی دونوں مساجد میں صلوٰۃ خمسہ باجماعت کے ساتھ ساتھ نماز تراویح اور درس کا انتظام کیا گیا۔

18 مئی کو ’’روزہ رکھنے کا معیار‘‘ کے عنوان سے جماعت کا پہلا مضمون (Starniuews) ’’سٹار نیوز‘‘ اور (GFC Nieuws) ’’جی ایف سی نیوز‘‘ پر شائع ہوا۔سٹار نیوز ملک کی سب سے مشہور اور قابل اعتماد ویب سائٹ ہے،جس کے قارئین کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔اس مضمون کو ہالینڈ کی تین اور سرینام کی ایک اور نیوز ویب سائٹ نے اپنے مین صفحے پر شیئر کیا۔مورخہ 21 مئی کو یہی مضمون ملک کے سب سے قدیم اخبار روزنامہ ’’داوارٹیڈ‘‘ (De Ware Tijd) نے صفحہ نمبر A5 پہ شائع کیا۔

23 مئی کو ’’نماز عبادت کا مغز‘‘ کے عنوان سے جماعت کا دوسرا آرٹیکل ’’سٹار نیوز‘‘ اور ’’جی ایف سی نیوز‘‘ پر شائع ہوا۔ یہی مضمون مورخہ 24 مئی کو دو اخبارات روزنامہ ’’داخ بلاد سرینام‘‘ (Dagblad SURINAME) اور ’’ٹائمز آف سرینام‘‘ (TIMES of Suriname) میں شائع ہوا۔

’’روزہ رکھنے کی مناسب عمر‘‘ کے عنوان سے ایک مضمون احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات سے مزیّن کرکے میڈیا کو بھجوایا گیا، یہ مضمون ’’سٹار نیوز‘‘ پر ہفتہ 27 مئی کو شائع ہوا۔جسے ہالینڈ کی تین نیوز ویب سائٹس نے شیئر کیا۔سٹار نیوز کے فیس بُک پیج پر سینکڑوں لوگوں نے اس مضمون کو پسند کیا اور بیسیوں افراد نے اس پر تبصرے کئے۔اس کے علاوہ ’’اعمال صالحہ‘‘ اور ’’عید الفطر‘‘ کے عناوین سے جماعتی مضامین مختلف اخبارات اور نیوز ویب سائٹس پر شائع ہوئے۔

’’روزے کے طبی فوائد‘‘ کے حوالے سے ایک تفصیلی مضمون حدیث رسول ﷺ (صُوْمُوْا تَصِحُّوْا) کی تشریح اور جدید طبی تحقیق کے مکمل اعداد وشمار کے ساتھ روزنامہ ’’داخ بلاد سرینام‘‘ کو بھجوایا گیا۔ یہ مضمون تین صفحات پر مشتمل تھا۔بفضل خدا یہ مضمون 11 جون کو روزنامہ (Dagblad SURINAME) کے صفحہ نمبر 6 پر شائع ہوا۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعتی تاریخ میں پہلی بار 6 جماعتی مضامین 3 اخبارات، 6 ملکی اور 4 غیر ملکی نیوز ویب سائٹس پر 29 بار شائع ہوئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال مرکزی مسجد ناصر میں 14 اجتماعی افطاریوں کا انتظام کیا گیا۔جس میں حاضری 100 سے 120 تک رہی۔

31 مئی کو ڈسٹرکٹ سارامکہ (Saramacca) میں واقع ایمرانڈین گاؤں (Maho) ’’ماہو‘‘ کی چیف (Astrid Tuanae) چھ رکنی وفد کے ہمراہ پہلی بار افطار کے لئے مسجد آئیں۔اس گاؤں کا وفد نومبر 2017ء میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے آیا تھا۔ یہ لوگ نماز تراویح میں شامل ہوئے اور رات گئے اپنے گاؤں واپس لوٹے۔

7 جون کو جمہوریہ سرینام کے نائب صدر مسٹر اشون آدھین (Mr. Ashwin Adhin) اپنے سٹاف

کے ساتھ افطار کے لئے مسجد ناصر تشریف لائے۔موصوف پیشے کے اعتبار سے ٹیلی کام انجینئر ہیں اور 2013ء تک یونیورسٹی آف سرینام میں پروفیسر تھے۔پھر وزیر تعلیم مقرر

ہوئے۔اور مئی 2015ء میں 35 سال کی عمر میں ملک کے کم عمر ترین نائب صدر منتخب ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔جنوری 2012ء میں جماعت کی طرف سے انہیں قرآن مجید، اسلامی اصول کی فلاسفی اور دیگر جماعتی کتب کا تحفہ دیا گیا تھا۔اور نومبر 2012ء میں جلسہ سالانہ سرینام کے موقعہ پر اپنی تقریر میں موصوف نے ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کی مدح سرائی کی تھی۔مسجد آمد کے موقعہ پر معزز مہمان کو پھول پیش کئے گئے،موصوف نے جماعتی دفتر، سٹوڈیو اور مسجد کے دیگر حصے دیکھے،اور جماعت کی مختلف سرگرمیوں کی تفصیل پوچھی۔ افطار کے بعد موصوف نماز مغرب کے دوران مسجد میں موجود رہے۔بعد ازاں ایک مختصر تقریب میں انہیں جماعت کی طرف سے یادگاری شیلڈ نیز دعوۃ الامیر، عالمی بحران اور امن کی راہ کے ڈچ تراجم پیش کئے گئے۔اپنے خطاب میں نائب صدر نے کہا کہ: ’’میں صرف رمضان المبارک کی خوشی بانٹنے کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں، اور آپ کی مسجد میں کچھ پل گزار کر مجھے ذہنی سکون ملا ہے‘‘۔بعد ازاں موصوف عشائیے میں شامل ہوئے اور دو گھنٹے سے زائد وقت گزارنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

8 جون کو پارلیمنٹ کے ممبر اور اپوزیشن لیڈر ’’مسٹر چندریکا پرشاد سنتوکھی‘‘ (Mr. Chandrikapersad

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں